

”تسلیمِ غزل“ ○ کا ایک ورق

وہ جو دل میں رہتے ہیں اُن کی یاد آتی ہے
 بتیزار کرتی ہے اور بھی ستاتی ہے
 ہم تڑپتے رہتے ہیں وہ سنورتے رہتے ہیں
 زیست نام ہی کی ہے نفی ڈوبی جاتی ہے
 وصل و ہجر یکساں ہے فرق کچھ نہیں ان میں
 جیسے پھول گھلتا ہے برق کو مد جاتی ہے
 کاش وہ ادھر دیکھیں حالِ دل میرا پوچھیں
 بس اسی تمنا میں عمر بیت جاتی ہے
 ان کو دیکھ کر جینا ان سے چھوٹ کر مَرنا
 زندگی کہاں اپنی سانس آتی جاتی ہے
 چاپ پاؤں کی بن کر ان کا نقش پا ہو کر
 میرے دل کی ہر دھڑکن تیز ہوتی جاتی ہے
 اب وہی نمایاں ہیں اب وہی فروزاں ہیں
 ہر لپٹ اندھیرے کی نور بنتی جاتی ہے
 اب جیب ہی اپنا زندگی میں بچو ہے
 اس کی یاد آتی ہے اس پہ جان جاتی ہے
 میں نے زندگی صحتیٰ نذرِ دوست ہی کر دی
 اس کی ہستی ہی اب تو، تجھ پہ چھائی جاتی ہے

(یہ یادِ جیب)

136/Rof

تقدیس شعر

مُصَنِّف

حضرت مولانا صحوٰ شہ

بار اول: ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء

بار دوم: بموقعہ یوم وصال حضرت صحوٰ شہ علیہ الرحمہ

۱۸ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ م ۱۳ نومبر ۱۹۹۵ء

اخذ و ترتیب، مولانا غوثی شہ

ناشر: اِدَارَةُ النُّوم، حیدرآباد، ہند

Rs. 20/-

○ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْخَاوِنُ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِي كُلِّ
 وَادٍ يَّحْيِيْمُوْنَ ○ وَاللَّهُمَّ لَيَقُولُنَّ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ
 اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ
 بَعْدِ مَا ظَلَمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيُّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ ○
 ○ شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں، کیا آپ نے نہیں دیکھا
 کہ وہ ہر وادی خیال میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اس کو
 نہیں کرتے، مگر جو مومن صالح ہیں انہوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے
 اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے اپنے ظلم کا بدلہ لے لیا، اور جنہوں نے
 ظلم کیا وہ جان لیں گے کہ ان کو کہاں لوٹنا ہے۔

سورۃ شعراء ۱۹/۱۵

ان من الشعر حکمة

بعض شعر حکمت ہوتا ہے — (حدیث پاک بخاری)

لَا اَنْ يَمْتَلِيْ جَوْفَ رَجُلٍ قِيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ
 اَنْ يَمْتَلِيْ شِعْرًا -

اپنے لہن کو گندہ اشعار سے بھر لینے سے زیادہ بہتر ہے کہ
 پیٹ میں قے بھر لی جائے۔ (مشکوٰۃ - بخاری - مسلم)

فہرست

- ۱ پیش لفظ ... جناب شاہ عبدالرشید صاحب جی اے، (عثمانیہ) مددگار
 ۲ تعارف ... ڈاکٹر غلام دستگیر رشید (صدر شعبہ فارسی جامعہ عثمانیہ)
 ۳ انساب ... ۱۶ دردِ دانِ سخن سے۔
 ۵ قریٰ حمد کیا ہوں بھلا بیاں ہے ہر اک میں وصف ترا نہاں
 ۶ حرفِ خلوص ... ۷ تلمیذِ میلاد
 ۸ سلام اے رحمتِ عقی سلام اے رحمتِ دنی
 ۹ مدینہ کے آکاش پر چاند چمکا ... ۱۰ گردِ دین جس کی تھے املاک و زمین آج کی رات
 ۱۱ بشیرِ انذار السلام علیکم ... ۱۲ مرے حوصلے کو نہ پوچھیے کہ میں بیتلائے رسول ہوں
 ۱۳ نقشبِ بایاں بھی سجدوں میں نہاں رکھا ہوں میں
 ۱۴ تم رحمتِ حق تم جانِ جہاں اے صلی علیٰ سیدنا اللہ
 ۱۵ اللہ نظر آئے وہ دربارِ مدینہ ... ۱۶ ہے دل میں عشقِ محمدؐ کی روشنی ایسی
 ۱۷ میں عاشقِ احمد ہوں مجھوں ہوں نہ سوداوی ... ۱۸ وہ خالق ہے سب رسول اور نبی سے
 ۱۹ ترے آستانہ پاک کا کچھ عجیب جلوہ عام ہے (یہ بہارِ جلوے دکھائی ہے فضا و بھی نے نہائی
 ۲۰ حضور علیؑ ... ۲۱ ہلالِ ماہِ محرم کو دیکھ کر ... ۲۲ غنقتِ حسینؑ - دو شعر
 ۲۳ عزرائیلِ غوثیت ... ۲۴ التماسِ حُب ... ۲۵ پیرِ ہندی سے ... ۲۶ گلِ برگِ حقیقت
 ۲۷ عازمِ حج سے ... ۲۸ آپ کیا بھلا آتے آپ کو نہ آتا تھا۔
 ۲۹ مستِ خرامِ نہاں باغ میں گلِ کھلائے گیا ... ۳۰ ہر شب ہنگامہ زارِ قصں میں بھی تھا
 ۳۱ کیا میں نہیں کیا عت کون و مکان نہ تھا ... ۳۲ جلوہ یار کو اپنے میں نہاں ہی دیکھا۔

- ۳۶ خودی کے پیکر رنگیں میں ہے خدائے جلیل (۳۷) آہ کس راہ سے آیا ہے یہ پروانہ غم
- ۳۸ یہ تری دینریہ میری حمیں کا نشان (۳۹) تجلی یار کی ہے اور میں ہوں۔
- ۴۰ ہجوم ابتلا ہے اور میں ہوں (۴۱) ہم ہیں طواف میں تو کبھی ہیں نماز میں۔
- ۴۲ رونقیں کہاں اتنی مہر و ماہ و انجم میں (۴۳) دل میں کسی کو راہ دیے جا رہا ہوں میں۔
- ۴۴ تشریح حال زار کئے جا رہا ہوں میں (۴۵) تارخ دو جہاں ہوں میں اب کوئی آرزو نہیں۔
- ۴۶ مجھ کو بھی پلادے کچھ ساقی مستانہ (۴۷) دکھا دو جلوہ عارض کو شمع کھلتی ہے
- ۴۸ اُف یہ کیسی بھوٹ لگی ہے زخم ہر ہے کچا کچا۔
- ۴۹ مری زندگی کے دن بھی کچھ عجیب ہیں فسانہ (۵۰) عید آئی ہے مے ہوش فزادے ساقی
- ۵۱ یہ تیرے صدقہ میں ہے رحمت عالم اے ساقی (۵۲) پھر وہی ہم ہیں وہی شبنم سہانی اسی
- ۵۳ اسے عمر نوحہ حاصل ہو اگر تو کچھ نہیں ہے (۵۴) کبھی وہم تھا دوش کا جو پتہ نہ تھا خودی کا
- ۵۵ تیرے در پہ بیٹھے ہیں دھوئی رمل کے (۵۶) جب بھی یاد آپ کالیے ساختہ نام آتا ہے
- ۵۷ یار اغیار سنگ آیا ہے (۵۸) عشق آلودہ معیت و جذبات نہیں۔
- ۵۹ میں زمین پہ آسمان ہوں میں بلند آسمان سے (۶۰) جلوہ تمہارا صبح بہار حیات ہے
- ۶۱ زبان ساکت ہے شبنم ہے یہی بس اپنی قناعِ غم ہے (۶۲) لب پہ آہ غم دل میں اک سحرِ بہیم ہے
- ۶۳ اظہار محبت کچھ ہی سہی ایقان محبت عرفاں ہے (۶۴) نگاہِ مرد مسلمان جلالِ نبواں ہے
- ۶۵ وہ برقِ حسن ادھر بھی گرائی جاتی ہے (۶۶) نازِ مشرب کو نیا ز آگیں بنانا چاہیئے۔
- ۶۷ آپ اسی انداز سے تشریف لاتے جایئے (۶۸) بہ زبانِ فارسی۔
- ۶۹ شلاقی (۷۰) قصیدہ عربیہ۔

پیش لفظ

از جناب مولوی شاہ عبدالرشید صاحب بنائے مددگار ذرا اشتهار عمت

○ پیش نظر کتاب ”تقدیس شعر“ حضرت مرشدِ پیر غوثی شاہ اعلیٰ اللہ مقامہ کے چشم و چراغ خلیفہ و جانشین مولانا صحوٰی شاہ صاحب سجادہ نشین سلسلہ غوثیہ کمالیہ کے تاثرات کی آئینہ دار ہے۔ جن کی عام علمی قابلیت ادبی استعداد و وسعت فکر و فراست دینی اور صاف ستھرے ذوقِ شعری کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ حضرت مصنف کی شاعری کا ایک رُخ ان کی سجادگی سے قبل کا وہ دور ہے جو عام شاعرانہ مزاج اور نئی روشنی کے عین مطابق ہے، اور دوسرا رُخ ان کی سجادگی کے بعد کی وہ شاعری ہے جو تمام تر حقائق و معارف اور تصوف کے غوامض و رموز سے بھری پڑی ہے اور اس طرح تصور و شاعری کا ذوق و شوق حضرت مولانا شاہ غلام دستگیر صاحب رشید کے الفاظ میں گویا دونوں ایک ساتھ ملے ہیں اور ذوقِ شعر سلوک کے عروج کے ساتھ ساتھ ”تقدیس“ کی رفعتیں ملے کر رہا ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ حق پسند حضرات کبھی اظہارِ حق سے نہیں چمکتے چنانچہ علامہ نیاز فتحپوری جیسی شخصیت نے اپنے مشہور ماہنامہ ”مدکار“ لکھنؤ میں حضرت مصنف کی اس اہم کتاب ”پیش کش“ پر جو ۱۹۶۲ء میں ادارہ کتب جدید کی طرف سے ”عکس لطیف“ کے نام سے ۱۸۶۱ء سال کی عمر میں شائع ہوئی تھی، تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ”اُدی ذہین معلوم ہوتے ہیں اور

ان میں شاعرانہ اہلیت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح الہ آباد کے مہتمم
 ”سی زندگی“ نے بھی لکھ دیا کہ یہ نوحید شاعر اقبال، جگر اور جوش سے متاثر
 معلوم ہوتے ہیں اور ان میں شاعری کے پورے پورے جراثیم موجود ہیں۔

”عکس لطیف“ کے علاوہ مصنف کا بیشتر کلام وقتاً فوقتاً ہندوستان
 بھر کے مشہور اخباروں و رسائل میں شائع ہوتا رہا ہے۔

شاعری کے اسی ذوق و شوق کی وجہ سے حضرت مصنف کو ملک
 کے مشہور شعراء سے قریبی ربط پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت فانی بدایونی
 حضرت سیماں اکبر آبادی، حضرت جگر مراد آبادی، اخت شیرانی، ساعر
 نظامی وغیرہ سے ملاقاتیں رہیں۔ حضرت سیماں اکبر آبادی سے اس
 وقت ملاقات ہوئی جب کہ مصنف مدوح مستی، منشی فاضل، ادیب فاضل
 کے امتحانات کی کامیابی کے بعد انگریزی کے امتحانات کا سلسلہ شروع کر کے
 انٹر میڈیٹ کا امتحان دینے کیلئے لاہور گئے ہوئے تھے اور واپسی میں محض
 شاعر موصوف سے ملاقات کے لئے آگرہ میں قیام کیا۔ اسی طرح حضرت جگر
 مراد آبادی سے بھی جہاں اکثر ملاقاتیں رہیں جن میں ایک خصوصی ملاقات کا تذکرہ
 فی النساء اللہ کسی وقت ہو گا۔

حضرت مصنف کو علاوہ شاعری کے نثر نگاری میں بھی کافی ملکہ
 تھا اور تنقیدی انداز میں قلم برداشتہ مضمون لکھنے میں مہارت حاصل ہے
 انجیہ نثر میں بھی کئی مضامین مختلف اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔
 تصانیف میں تشریحی ترجمہ قرآن اور بدعت حسہ کافی مقبول ہوئے۔

اول الذکر کتاب پر تفسیر قرآن اور دوسری کتاب بھی ہندوستان میں صرف چھ مہینے کے اندر اندر ہی عام ہو گئی۔ حضرت عبدالماجد دریا آبادی نے اپنے ہفتہ دار ”صدق جلیلہ“ لکھنؤ میں بہترین تبصرہ لکھا دوسری کتاب بدعتِ حسنہ بھی آئے دن ہونڈی بے راہ رومی عام ہو چکی ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی ایسی بات جب منظرِ عام پر آجاتی ہے تو حضرت مصنف ہر وقت اپنے بے لاگ اور اصلاحی بیان سے احقاقِ حق کے لئے سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں چنانچہ مصنف کے ایسے بے شمار بیانات ہیں جو ہر موقع شائع ہوئے اور جنکی وجہ سے بعض مفکرین کو اپنی رائے بدلنی پڑی۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے اخبارات میں حضرت موصوف کے بیانات نمایاں طور پر شائع ہوتے رہتے ہیں، اپنے والد صاحب قبلہ کی زندگی تک حضرت مصنف ہفتہ دار جھلکیاں اور ہفتہ دار انقلاب اپنی ادارت میں نکالتے رہے اور پھر اپنے والد ماجد حضرت مرشدی کے وصال کے بعد ان کی یادگاہ میں ایک ہفتہ دار ”النور“ کے نام سے کئی سال تک جاری رکھا اور اس پر چپ کے ذریعہ اصلاحِ دین کا نمایاں کام انجام دیا۔ غرض بچپن ہی سے مذہبی علمی و ادبی اور شاعرانہ ماحول ہاتھ آیا تھا غرض حضرت مصنف کو ۱۹۵۶ء میں حضرت مرشدی سے مصنف سجادگی و جانشینی عطا ہوئی اور پھر اسکے کچھ ہی دنوں بعد حضرت قبلہ مدوح کا وصال ہو چکا تھا اپنے والد ماجد کے سانچہ ارحال پر مصنف نے ایک نظم بھی لکھی جو بہت ہی درد انگیز ہے۔

یہاں تو مصنف نے اپنے ابتدائی دور میں بھی عارفانہ انداز میں کلام کیا ہے لیکن اب الحمد للہ رنگِ سخن کے ساتھ ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مصنف پر بھی وہی کیفیت طاری ہے۔ گویا حال و قال اب ایک ہی منزل پر کامزن ہو چکے ہیں۔ چنانچہ پیش نظر کتاب میں

اکثر مقامات میرے اس اظہار خیال پر مشاہد عدل ہیں۔ حیدر آباد کے ممتاز اردو شعرا میں جہاں اول اول جامعہ عثمانیہ کے سیدو توں کی حیثیت سے میکش مرحوم، مخدوم محی الدین ڈاکٹر رشید وغیرہ نے اپنا نام چمکایا وہیں ان کے بعد والوں میں حیدر آباد میں دوسرے ممتاز شعراء کے ساتھ ساتھ حضرت مصنف کا اسم گرامی بھی بھلایا نہیں جاسکتا ہے کہ جنکی منفرد طبیعت اور فطری صلاحیت خواہ شاعری ہو کہ نثر نگاری، تجزیہ ہو کہ تقریر یہ مقام پر اپنا ایک مقام بناتی جا رہی ہے۔ خدا کرے کہ حقرت مصنف اپنے دوسرے مجموعہ کلام سے ہم کو جلد اندہ نوازیں۔ فقط

عبد الرشید

از: جناب ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب رشید ایم اے، پی ایچ ڈی (عثمانیہ)
صدر شعبہ فارسی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، آندھرا پردیش۔

بحمد اللہ دلوں کو اسلام سے آراستہ کرنے کا کام جب دلوں سے باہر کی دنیا میں بھلتا
گیا تو فنون لطیفہ بھی مسلمان بنائے جانے لگے، شاعری پر بھی خدا کی رنگ چھڑھنے لگا اور وہ
تصوف کی فضاء میں پیغمبرانہ خدمت کا جبرو بن گئی۔ ع ”شاعری خرد و لیست از پیغمبری“
اس صوفیانہ شاعری کے ساتھ گانا بھی مسلمان ہوا تو قوالی بن گیا، شعر اور سلوک کی
ہم آہنگی کی روایات تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہی سے قائم ہونے لگیں۔ یہ تترات کی دلیلوں
سے گزیر کر روز افزوں اشاعت پا رہی ہیں۔ اب یہ لوازم صوفیانہ تہذیب کے رنگ روپ میں
شامل ہو گئے ہیں۔ حیدرآباد کے حلقہ شائع میں بھی انکی کئی روح پیور مثالیں ملتی ہیں پیر
دم شد کنز العرفان حضرت غوثی شاہ صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ نے داغ کے شعر نواز عہد
میں آنکھیں کھولیں۔ ذوق تصوف نے فطری شاعرانہ جوہر پر ع۔

”بادہ گر خام شود پختہ کند شیشہ ما“ کا اثر کیا اور طیبات غوثی کا ظہور
فطرت سے محض زادہ و سجادہ نشین جناب مولانا صغوی شاہ صاحب کو بھی تصوف
کا ذوق اور شاعری کا شوق دلوں ایک ساتھ ملے ہیں۔ ذوق شعرا ب سلوک کے عروج کے
ساتھ ساتھ ”تقدیس“ کی رفعتیں طے کر رہا ہے۔ پہلا مجموعہ شائع ہو رہا ہے سنگ
وقت میں، میں صرف اچھٹی سی نظر ڈال سکا۔ امید ہے کہ نقش ثانی، نقش اول کے قفا
میں خوب سے خوبتر ہو جائے گا انشاء اللہ والعزیز ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔
خاک بوس آستانہ غوثیہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

التَّسَابُّ

فَاكِهِدَ دَهْن

میں زمیں پہ آسماں ہوں، میں بلند آسماں سے
کہ جو دی ہے سر کو نسبت ترے سنگِ آسماں سے

قدر دانان؟ شعر سے



ناقد ری سخن کو، میں دو چیز بھی بہت
بے معنی ”واہ واہ“ و ”خوشی“ یہ وقت داد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



(سورة الفاتحہ کا تشریحی ترجمہ)

الْحَمْدُ لِلَّهِ

تری حمد کیا ہو بھلا بیاں ہے ہر اک میں وصف ترا نہاں
ہے ظہور تیرا ہر ایک میں ہے ہر ایک شے سے تو ہی عیاں
رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

یہ ہر ایک ذرہ کی واسطے تو ازل سے تابہ ابد ہے رب
تو ہی پالتا ہے ہر ایک کو یہ جہاں ہو یا کہ ہو وہ جہاں
الرَّحْمَنِ

تو ہی عالمین کا رب بھی ہے تو موجود بخش جہاں بھی ہے
ہے ہر اک پہ چشم کرم تری ہے ہر اک پہ تو ہی مہر یاں
الرَّحِيمِ ۝

وہ جو بندے نیک ترے ہیں کچھ تو رحیم انکے ہی واسطے
ترا ان پہ لطف ہی خاص ہے، تو خصوصی ان پہ ہے مہر یاں

مَلِكٍ يَكُونُ الدِّينُ ۝

تری ملک ہے یہ ہر ایک شے کو روزِ حشر حساب گیر

ترے ہاتھ ہی میں ستر اجزاء تو ہی مالک اور نگاہ باں

إِيَّاكَ تَعْبُدُ

یہ تمام اپنی عبادتیں تری ذات ہی کے لئے تو ہیں

ترے بندے سب ہی ازل سے ہیں کوئی خورد ہو کہ ہو کلا

وَأَيُّكَ تَسْتَعِينُ ۝

یہ ہماری ساری ہی حاجتوں کے لئے بھی تیری ذات ہے

تو ہر اک کو دے وہ جو مانگ لے کہ کرم تو تو ہی مستحال

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

وہی سید ہی راہ دکھا دے اب وہی راہ جس پہ چلے ہوئے

تری نعمتوں کو لئے ہوئے تھے گذر گئے وہ ہو بیگماں

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

مگر ایسی رہ نہ ہو وہ کبھی تو تری نظر سے ہے گر گئی

ہیں جدھر ترے وہ غضب زدہ ہو جھٹکے ہو گئے مگر ہاں

أَمِينَ ۝

یہی تیرے عبدِ فقیر کی ہے بس التجائے حقیر بھی

کہ دعائے صحوئی قبول ہو کہ ہے تو ہی مالکِ دو جہاں



حرفِ خلوص

(ترجمہ سورہٴ اخلاص)

کہہ دو کہ وہ اللہ فقط ہے اک ہی
 اللہ ہی ہے نیانہ ویلے حاجت بھی
 جنتا ہے کسی کو نہ کوئی اُس کو جنتا
 اور اُس کا تو ہمسر بھی نہیں ہے کوئی

نغمہ سلاسلاد

شب ضلالت

تھی برتر عالم امکاں پہ چھائی تیرہ سامانی
 جہاں کفر میں روشن تھی شمع جہل و نادانی
 چمن تھا، پھول تھے، کلیاں تھیں بوئے آب تھی جاری
 مگر ببل کے نغمے تھے ابھی محرومِ ارزانی
 جہاں تہذیب تھی ہند گامہ رسمِ طرحداری
 کہیں تھا قر سلطانی کہیں وہم ہمہ دانی
 جہاں لات و منات، عزیٰ، ہبل سجد تھے اُن کے
 جہاں اُن کی ہر اک ذرہ پر جھک جاتی تھی پیشانی
 کمالِ جہل کیا کہیے کہ لڑ مرتے تھے بالوں پر
 گناہ و فسق میں خود آپ ہی اپنے تھے یہ ثانی
 یہ دنیا جبر و استبداد کا گہوارہ تھی گویا
 جہاں ظلم و ستم ہی تھا مالِ کارِ انسانی
 غرض چاروں طرف کفر و ضلالت کی تھی تاریکی
 خدائی میں خدا کا نام تک لیتا نہ تھا کوئی

صبح ولادت

معا دنیا میں اک نورِ حقیقت آشنا چمکاؤ، ہلالِ عید بن کر آمنہ کے گھر اتر آیا
 وہ آیا جس کے آنے کی فرزت تھی رمانگو، محبت معرفت ہی جسکی تھی تخلیق کا منشاء
 بہارِ جانفزا دکھلا رہی تھی ہر کلی کھل کر، وہک اٹھا تھا گوشہ گوشہ اس دیندے گلشن کا
 فرستے خیر مقدم کے لئے دنیا میں آئے تھے، کہیں حوروں نے ملکر اک انوکھا گیت گایا تھا
 چُپا تھا خوف کے باسے کہیں شیطانِ ظلمت میں، گمے تھے کنگرے کسری کے کعبہ سر بہ سجود تھا
 دن آئے تھے کمالِ بندگی کا لطف لینے کے، بس اب اللہ کے آگے ہی جھک جائیکو تھی دنیا
 وہی اب اٹھنے والے تھے یہ ناز و تمکنت لینے، جھکے تھے سر جو غیر اللہ کے آگے پئے سجود
 محمد مصطفیٰ صلی علی دنیا میں کیا آئے، اندھیرا کفر کا رخصت اُجالا ہی اُجالا تھا

خدا شیدا تھا جس پر اور خدائی جس پہ نازاں تھی
 الوہیت کی محفل میں یہی شمعِ فدواں تھی



تذویر رسالت

پیامِ زندگی بخشا اُسی کی روحِ تاباں نے
منوڑ کر دیا دل کو پھر اس کے نورِ ایماں نے
مساوات و اخوت نے بڑھائے حوصلے دل کے
ایاز و غزلوی خوش ہو گئے دونوں گلے مل کے
جہالت کو بدل ڈالا گیا تعلیم و عرفاں سے
سیاست نے جلا پائی اُسی تذویرِ ایمہ سال سے
عرب سے تا عجم اک ہی کلمہ کر دیا عباری
نیا کعبہ کیا بُت خانے کے ماحول سے پیدا
اُصولِ نو پہ قائم کی اس زندگی اُسنے
کمالِ مسلم سے کر کے مقدس تر فضا پیدا

سیاست کو کیا مذہب کے تابع فیضِ قرآن سے
 کیا احساسِ اعرابی میں رنگِ ارتقاء پیدا
 تمدن کو کیا آراستہ تہذیبِ ایمان سے
 تدبیر سے کیا دنیا و دین میں واسطہ پیدا
 یہی اس منزلِ قرآن کی بعثت کا منشا تھا
 کہ جو آئینِ فطرت ہے وہی آئینِ ہمدردی کا
 غرضِ تسلیم کی خو نے بنائے حریتِ ڈالی
 غلامی نے لیا دل کھول کر پھر درسِ آزادی
 وہی عورت کہ جو مظلوم و بیگس تھی زمانے میں
 حقوق اس کو بھی دلوائے گئے دنیا میں جینے کے
 شکستہ حال والوں نے نویدِ زندگی پائی
 ستاروں میں کشش اور چاند میں بھی دلکشی آئی
 یہ سب کیا ہے فقط اک فیضِ ادنیٰ ہے رسالت کا
 رسالت نے اسی باعث تو پایا نامِ رحمت کا
 ”وصل اللہ علی نورِ کرم شد نور ہا پیدا“
 ”زمین از حب آو ساکن فلک در عشق او شیدا“



سلام اے رحمتِ عقبی سلام اے رحمتِ دینی
 سلام اے سرورِ عالم سلام اے قامتِ طوبی
 سلام اے شافعِ محشر سلام اے ساقی کوثر
 سلام اے بادیِ اُمت سلام اے خضرِ کریم
 سلام اے احمدِ مرسل سلام اے سیدِ اجل
 سلام اے نعمتِ عظمی سلام اے رحمتِ اکمل
 سلام اے صاحبِ افسر سلام اے حضرتِ اطہر
 سلام اے مظہرِ ہستی سلام اے احمدِ نور
 سلام اے وجہِ تکوینِ دوعالمِ رحمتِ عالم
 سلام اے نورِ ذاتِ پاک و وجہِ خلقتِ عالم
 گمے بر حالِ زارِ صحوی گریاں نطہ بادا
 گمے درِ کلبۂ احزانِ اُدہم یک گذر بادا

سیر معراج

گرد میں جیکی تھے افلاک وز میں آجکی رات : چمکا خود عرش پہ وہ ماہ میں آجکی رات
 بن کے ہمان ہوا عرش نشیں آجکی رات : اُم ہانی کے جو گھر میں تھا کیس آجکی رات
 مقتدی سب تھے نبی اور امام اپنا رسول : سجدہ گہہ بن گئی اقصیٰ کی زمیں آجکی رات
 آمد آمد ہی کی اک دھوم مچی تھی ہر جبا : دا تھا دروازہ فردوس بریں آجکی رات
 بخشی ہر ایک کو وہ مہر رسالت نے فصیا : روکش ماہ تہی تاروں کی جیس آجکی رات
 ہو کے سرد رہ سے پرے اور پرے اور پرے : پہنچے سرکارِ دو عالم بھی کہیں آجکی رات
 قدم افلاک سے اونچے ہی ہوئے چلے تھے : ہو گیا عرش بھی خود زینگیں آجکی رات
 حد پر والے سے لگے نہ بڑھا کوئی بھی : رہ گئے راہ میں جبریل امین آجکی رات
 قاب قوسین تھی معراج میں روداد وصال : عبد و معبود میں تھا فرق ہمیں آجکی رات
 اپنی تقدیر پہ تقدیر کو بھی ناز تھا آج : ہر گماں خود تھا مُبدل یہ یقین آجکی رات
 دم بخود سب تھے کہ ہنگامہ رنگیں کیا ہے : ٹک گئی وقت کی بھی سانس کہیں آجکی رات

نور ہی نور سے معمور تھی ہر شے صحتی

نور ہی نور تھے افلاک وز میں آجکی رات



سلام بحضور خیر الانام

بشیر اندیرا سلامؑ علیکم
 اندھروں کو غفلت کے اک نور بخشا
 ازل سے ہی اس در سے وابستگی ہے
 بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے
 جسے تم نے چاہا اُسے حق نے چاہا
 تمہارے تبسم کا پیر تو یہ جنت
 گلستانِ عالم میں نکہت بھی تم سے
 نگاہوں کا نور اور روجوں کی رحمت
 وہ تم ہی تھے سوشان سے آگئے جو
 تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی
 ان عارض پہ قربان ہوں چاند و سورج
 تمہاری ہی زلفوں کی چھاؤں گھاس
 بس اب چوم لوں بڑھکے دلیرِ درد کی
 حضوری میں سر سے چلا آئے صحتی

سر اجا منیر سلامؑ علیکم
 ڈرایا ہنسایا سلامؑ علیکم
 غلاموں کے آقا سلامؑ علیکم
 تجلیؑ مولا سلامؑ علیکم
 او رحمت سراپا سلامؑ علیکم
 نگارِ مدینہ سلامؑ علیکم
 بہارِ تمنا سلامؑ علیکم
 دلوں کا دلا ر سلامؑ علیکم
 فریدِ میحاً سلامؑ علیکم
 یہ دنیا وہ عقی سلامؑ علیکم
 تم اُن کا اُجلا سلامؑ علیکم
 وہ لب برق آسا سلامؑ علیکم
 یہی ہے تمنا سلامؑ علیکم
 لاکھ ہو بلا و سلامؑ علیکم

عطاء ○ رسولؐ

مرے حوصلے کو نہ پوچھیے کہ میں بُت لائے رسولؐ ہوں
 مرے دل کی ٹیس بھی کہہ رہی ہے میں ہی عطاءے رسولؐ ہوں
 مری ٹھوکروں کے پلے ہوئے یہ جہاں کے تاج و سریر میں
 تجھے ناز ہے تو یہی ہے میں کہ میں خاکپائے رسولؐ ہوں
 کوئی کر سکے گا برا بری یہ محال اُس کو نہیں کبھی
 کہ میں خاکپائے رسولؐ ہوں بہ خدا فداے رسولؐ ہوں
 مرے غور و فکر کی وسعتوں کو سما سکے نہ کوئی جہاں
 کہ میں مدح کا رسولؐ ہوں، میں غزل سرائے رسولؐ ہوں
 کوئی خلد ہو کہ بہشت ہو یہ زمین ہو کہ زمان ہو
 ہے جہاں تمام مرے لئے میں فقط برائے رسولؐ ہوں
 جسے ایک آنکھ نہ بھاسکے کوئی شاہ ہو کہ امیر ہو
 وہی خستہ حال فقیر ہوں وہی بے نوائے رسولؐ ہوں
 وہ چھپے ہیں جلوے نگاہ میں کوئی تاب دید نہ لاسکے
 مری مشت خاک بھی پاک ہے کہ میں خاکپائے رسولؐ ہوں
 جسے فرش خاک بھی عرش ہے جسے پستیاں بھی فردا ہیں
 در مصطفیٰ کی زمین پر وہ میں جیبہ سائے رسولؐ ہوں
 میں ہی صحوئی شاہ اگر چہ ہوں پہ فقیر در بھی ازل سے ہوں
 میں ہی خاک پائے رسولؐ ہوں میں ہی بے نوائے رسولؐ ہوں



تقدیس پایا ایسا بھی سجدوں میں نہ رکھا ہوتا تھا ۔ آسمان ہوتا ہے اپنا سر جہاں رکھا ہوں میں
 بے نیاز گردشِ دوراں میں روز و شب سر ۔ اک زمین ایسی اک ایسا آسمان رکھا ہوں میں
 دل تلاشِ منزلِ جاناں میں بڑھتا ہی رہا ۔ یعنی پیشانی میں سجدوں کا نشانہ رکھا ہوں میں
 ہاں! تجھے خاکِ سرِ کوئے محمدؐ کی قسم ۔ آسمان جھکتا ہے ایسا آسمان رکھا ہوں میں
 سوزِ دل صحو ہے یہ بھی عشقِ لطیفِ سبب ۔ آگ لگ جائے جہاں میں وہ تھاں رکھا ہوں میں



تم رحمتِ حق تم جانِ جہاں اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ
 تم یہ ہوا خدا دل اور یہ جاں اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ
 تم نورِ مجتہدِ منظرِ حق تم مرکزِ کل تم ختمِ رُسل
 تم تابورِ دستِ تاجِ جہاں اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ
 تم حامدِ حق محمودِ خدا تم شاہدِ حق مشہودِ خدا
 مسجودِ ملک میں تم ہی نہاں اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ
 تم نورِ ہدیٰ تم نورِ خدا تم نورِ ہی نور از سر تا پا
 تم نورِ زمین تم نورِ زماں اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ



سرکارِ مدینہ

اللہ نظر آئے وہ دربارِ مدینہ :۔ حاضر ہے یہ بندہ سرکارِ مدینہ
 ہاں! چلے اُسی طرح سے بازارِ مدینہ :۔ پھرتے رہیں سرگشتہ خدایارِ مدینہ
 ہر ذرہ ہے ہر چیز ہے گلگشتِ تماشہ :۔ یوں جلوہ فگن ہیں درود لیوارِ مدینہ
 دیوانگی شوقِ سفرِ سب میں ہے یکساں :۔ اک میں ہی نہیں سب میں پیرِ ستارِ مدینہ
 ہے سر میں نہاں اپنے بھی سوداے مدینہ :۔ آنکھیں ہیں تمتائی دیدارِ مدینہ
 جیسے کوئی اٹھ آتا ہو میخانہ سے پی کر :۔ وہ مست ہے یوں مست ہے شہرِ مدینہ
 اس خاک سے ہی ہوگی شفا دردِ جگر کی :۔ مدت ہوئی عرصہ سے ہوں بیمارِ مدینہ
 آنکھوں میں چھپا لاؤں گا خاشاکِ مدینہ :۔ میں دل میں چھو لوں گا ہر اک خارِ مدینہ
 جس آنکھ میں چوملہ دید تو دیکھے :۔ آجائے نظر اس کو بھی گلزارِ مدینہ

کعبہ بھی طواف اپنا کیا کرتا ہے صحوئی

دل جب سے ہے خلوت گہ سرکارِ مدینہ



ہے دل میں عشقِ محمدؐ کی روشنی ایسی
جدھر نظر کی حقائق نے آگہی بخشی

چمن کا سبزہ نورستہ دلفریب ہو گیا
چھپی ہے عارضِ احمدؐ کی اس میں سبزِ خطی

چمک رہا ہے وہی بن کے چودھویں کا چاند
چھپا ہے سینہ شب میں جو داغِ عشقِ نبیؐ

کہیں یہ عکسِ کفِ پائے مصطفیٰؐ تو نہیں
کہاں سے لائے بھلا مہرِ روشنی اتنی

مری طرف سے صبا یہ پیام کہہ دینا
جو پہنچے سوئے گلستانِ ارضِ مصطفویؐ

ابھی ملا نہیں ذوقِ سجودِ صحرائی کو
چھپی ہے دل میں تم تائے آستانِ بوسی



عاشقِ احمدؑ

میں عاشقِ احمدؑ ہوں مجنوں ہوں نہ سودائیؑ، یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی
 دل دردِ محبت سے پھر لپ رہے یوں جیسےؑ، اک موج کے دبتے ہی اک اور اُبھر آئی
 عالم وہ تصورِ کالیوں دل میں جمایا ہےؑ، جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی
 وہ ہونگے جہاں ہوگی اک انجنِ آرائیؑ، ہم ہونگے جہاں ہوگی تنہائیؑ ہی تنہائی
 کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہ بن آئیؑ، کیا خوف ہو ذلت اور کیا غمِ رسوائی
 وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورجؑ، زُخارِ محمدؐ سے ہر شے نے ضیا پائی
 اک فوراً کا عالم ہے جس سمت بدھر دیکھوؑ، تنویرِ محمدؐ سے ذرّوں نے جلا پائی
 دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپناؑ، ہم میں غمِ جاناں ہے اور گشتِ تنہائی
 یہ حبِ محمدؐ سے گستاخی ہے اے صحوئی
 کیوں سینہ سوزاں سے اک آہ نکل آئی

آستانہ رسولؐ



ترے آستانہ پاک کا کچھ عجیب جلوہ عام ہے
کوئی دل سے سربہ سجود ہے کوئی جال سے محو قیام ہے

کبھی حق سے راز و نیاز ہے کبھی حوریں عرض نیاز میں
اُتر آ رہے ہیں ملک فلک سے غرض درود و سلام ہے

جو ہے خانہ زاد کرم ترا، وہی بندہ ازلی ہوا

تری بارگاہ بھی عجیب ہے وہی شاہ ہے جو غلام ہے

تری رحمتیں و شفقتیں ہیں حدودِ فکر سے ماوریٰ

ترے گھر کا لطف بھی خاص ہے ترے در کا فیض بھی عالم ہے

کہیں چھپ گیا ہے ایاز بھی جو لباسِ بندہ نواز میں

وہ تری ہی خلوتِ نانہ ہے وہ تری ہی جلوتِ عام ہے

کوئی کر سکے گایان کیا جو ترا عروج و نزول ہے
 کبھی عرش پر کبھی فرش پر ترے نقش پا کا خرام ہے
 ترے زلف و رخ کی کہاوتوں کی ہے شرح سورہ والضحیٰ
 کہ یہی وہ مصحف پاک ہے جو خدا کا خاص کلام ہے
 جو نکل گیا اسی دھن میں ہے کہ پہنچ کے در پہ ہی سانس لے
 وہ مسافر رہ شوق ہے اُسے صبح ہے نہ ہی شام ہے
 درِ قلب باز ہے اس لئے کہ کبھی تو ہو گا گذرِ ادھر
 ترے راستے میں کبھی ہوئی مری آنکھ عرش مقام ہے
 کبھی اس پہ چشمِ کرم تو ہو کبھی اس کے حال پہ رحم ہو
 جے صحرای کھتے ہیں لوگ سب وہ ترا ہی ادنیٰ غلام ہے



وہ فانی ہے سب سے رسول اور نبی سے بڑا ہے سب نے چاہا ہے جان اور جی سے
 بشیراً و نذیراً سر اجا منیرا بڑا اُجالے میں لایا ڈرا کر ہنسی سے
 محمد محمد محمد محمد محمد ہر اک شے میں رحمت اسی نام ہی سے
 وہیں دم میں ہو جائے گی حق سے نفرت بڑا پکارے اُسے جو بھی بیچارگی سے
 اسے کیا خبر کتنے پامال ہیں دل بڑا ہے خوش خراماں بڑی سادگی سے
 ادھر بھی نظر ایک سرکار ہونا بڑا کہ اب ہم بھی بیزار ہیں زندگی سے
 غلامِ عثمانِ آلِ نبیؐ کی بڑا گوارہ ہے معویٰ یہ نسبت بھی جی سے



ہمارا جلوے دکھا رہی ہے فضا بھی نغمے لٹا رہی ہے
 حضور ایسے میں آپ آئیں تو دل کا عالم بدل ہی جائے
 ہزاروں سینے میں ہیں انگلیں جو منہ قے ہونے لگی رہی ہیں
 ذرا بھی جلوہ نظر پڑے تو یہ رُوحِ تن سے نکل ہی جائے
 گھنی گھٹاؤں میں موج مئے کی طرح سے ہم لڑکھڑا رہے ہیں
 پیلا دوا ایسی کہ عمر بھر کو قدم نہ بہکے سنبھل ہی جائے
 تمہارے جلوؤں کی تابانگی سے سب ہی مسحور ہو رہے ہیں
 تو پھر کہاں ضبط ہو ادھر بھی کہ دل ہے آخر بچل ہی جائے

عجب نہیں عشق کا تقاضہ مرے ارادوں کو بختہ کر دے
ترے تصور کی شام رنگیں میں اپنی منزل بدل ہی جائے
ترے تبسم کی چاندنی میں ہر ایک ذرہ چمک اٹھلے ہے
دمک رہا ہے ستارہ بن کر جو اشک آنکھوں سے دھل ہی جائے
جو آپ رحمت بنے ہوئے ہیں تو اس طرف بھی کرم نہا ہوں
گھٹا بھی اٹھے ہوا بھی ٹپکے تمام موسم بدل ہی جائے
نگہ کو حسرت دیکھنے کی تڑپ ہے سینے میں لوٹنے کی
دو گام چل کر ہی سامنے ہوں کہ دل کی حسرت نکل ہی جائے
سِسک رہی ہے تڑپ رہی ہے براہِ طیب ڈھلک رہی ہے
اک آرزو دل میں پل رہی ہے بس آرزو ہے نکل ہی جائے
جب آپ نکلے ہیں سیر ہی کو تو پھر خیالِ چین بھی رکھیں
قدم سنبھالیں وگرنہ دیکھیں کھلی ہے دل کی مسل ہی جائے
اب آپ صحوئی یہ اُن سے کہہ دیں جو ساقی میکدہ بنے ہیں
حیا میں شوخی تو پل رہی ہے شراب آنکھوں میں دھل ہی جائے

بجضور علیؑ

اے شہ کل اولیاء سر و بیتانِ رسولؐ :۔ مطرح آیاتِ حکمتِ ظلِ ایمانِ رسولؐ
 اے علیؑ مشکل کشا مولاؑ اے ہر دو کائنات :۔ صف در و خیر شکن اے باب فیضانِ رسولؐ
 خانہ کعبہ کو زینت تیری آمد سے ہوئی :۔ تجھ سے استحکام پایا قہر و الیوانِ رسولؐ
 قلبِ مومن میں تجھ ہی سے روشنی ایمان کا :۔ ہاں تجھ ہی سے جلوہٴ مہر درخشانِ رسولؐ
 ظلمتِ کفر و ضلالت میں تھا لو نور ہدیٰ :۔ تجھ سے ہی روشن جہاں میں شمعِ عرفانِ رسولؐ
 آتشِ غیضِ رسالتؐ کو سپر تھی تیری ذات :۔ تجھ پہ ہی ہر دم رہا لطفِ فراوانِ رسولؐ
 گلشنِ حُسن میں تجھ سے بہارِ تربیت :۔ تیرے ہاتھوں نے سجایا باغ و بیتانِ رسولؐ

کہ کے وابستہ ترے دامن سے اپنی زندگی

ہو گیا صحیحی بھی از ادنیٰ علما مانِ رسولؐ



ہلالِ ماہِ محرم کو دیکھ کر

رو لے اب جی کھو بکراے چشمِ خوبا بہ فشار ؎ لے سنا تا ہوں تجھے اک داستانِ دلفگار
زندگی اُف زندگی ہے کتنے ہنگاموں کا نام ؎ کتنے آلام و مصائب کتنے افسانوں کا نام

.....
کیوں خوشی سے برسرِ بیکار ہے دردِ عالم ؎ کیوں چھپی ہے ہر ہنسی کی گونج میں اک جہنم
لاکھ ہنس بھی لیں تو ہلکا ہو نہیں سکتا یہ غم ؎ کیا گلہ کوئے ابنِ حیدر تھا پائے تیغِ ستم
وہ حسینؑ ابنِ علیؑ شکرِ صبر و رضا ؎ وہ امامِ اولیا وہ تاجدارِ انبیا
خوگرِ تسلیم تھی جس کی حیاتِ طیبہ ؎ جس کا ہر کردار تھا دالستہٴ صدق و صفا
حریتِ آموز تھی جس کی ہدائے احتجاج ؎ ٹھوکر دوں میں جس کی پلٹے تھے ہزارِ بدعت
لوہِ بر سے اس کی قبرِ عافیت انجام پر ؎ جانِ صحتی صدقہ اس کی مرگ بے ہنگام پر

عرقان غوثیت

یہ حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیرؒ

مرے سجدہ ہائے نیاز کو ترا آستانہ ناز ہے
 یہی اپنا کعبہ شوق ہے یہ زمیں زمینِ حجاز ہے
 ترے لطف بندہ نواز نے مجھے وہ مقام عطا کیا
 کہ مری نگاہِ بیط میں نہ نشیب ہے نہ فراز ہے
 مجھے تجھ سے نسبتِ بندگی کا عجیب ذوق ہے سردی
 تجھے دیکھنا تجھے چاہنا ہی میری اپنی نماز ہے
 تو امینِ سرِ الہ ہے تو مکینِ ذاتِ الہ ہے
 تجھے غوث کہتے ہیں اہلِ دل تو خدا کا راز ہی راز ہے
 تری قطبیت تری غوثیت کا جو مرتبہ ہے وہ خاص ہے
 یہ تری وہ منزلِ صدق ہے جہاں حق سے راز و نیاز ہے
 تو انائے حق میں فنا ہوا تو بقا کا روپ نکھ گیا
 کہ چھپا ہوا ترے آئینہ میں حقیقی آئینہ ساز ہے
 اسی پاک در کے سوا کبھی کہیں صحو ہی سجدہ ہوا نہیں
 مرادِ ذوقِ اتنا بلند ہے مجھے اپنے آپ پہ ناز ہے

منقبتِ حسینؑ

ما تم شبیر سے بخشائش عصیاں ہوئی ۔ یادِ اہلبیت ہی سرمایہٴ ایماں ہوئی
 وہ حسین ابن علیؑ وہ تاجدارِ اولیاء ۔ اُسکی نسبت ہی مری تو قیر کا سماں ہوئی
 کیا کروں اُسکے مناقب اور مراتبِ کلیاں ۔ زندگی جس کی سرِ پایا آیتِ قرآن ہوئی
 جس کے ہر کردار میں پنہاں اساسِ دین تھی ۔ یہ حقیقت بھی اسی کے قتل سے عریاں ہوئی
 آہ کیونکر غم نہ ہو اس کے مصائب کا ہیں ۔ مرگِ نولِ آشام جسکی سرخی ٹھنواں ہوئی
 آیتِ تطہیر کی وہ ذات جو تفسیر تھی ۔ باحادیثِ مصطفیٰ دو جسمِ ادراکِ جال ہوئی
 کھیل جاتا تھا بواکثرِ فتح و تلوار سے ۔ پھلجھڑی اسکے لئے اک صورتِ بیکال ہوئی
 رن میں اُترا اس طرح وہ دستِ حقِ مرِ خدا ۔ ذوالفقارِ حیدری شمشیر تھی برآں ہوئی
 آرزوئے خاک بوسی کر بلا کی راہ میں ۔ سینہٴ صفحہٴ یں اک عرصہ ہوا پنہاں ہوئی

دو شعر

نظامِ وحدت ملت فنا بہ کثرت ہے
 حسینؑ ابن علیؑ کی پھر اب ضرورت ہے
 وہ شاہِ مبر درِ فسادہٴ مجاہدِ اسلام
 ہزارہ اُس پہ درود و ہزار اُس پہ سلام

نیتِ حسینؑ

ما تم شبیر سے بخشائیں عصیاں ہوئی ۔ یادِ اہلبیت ہی سرمایہ ایماں ہوئی
 وہ حسین ابن علیؑ وہ تاجدارِ اولیاء ۔ اُسکی نسبت ہی مری توقیر کا ساماں ہوئی
 کیا کروں اُسکے مناقب اور مراتبِ کلیاں ۔ زندگی جس کی سرایا آیتِ قرآن ہوئی
 جس کے ہم کردار میں نہاں اساسِ دین تھی ۔ یہ حقیقت بھی اسی کے قتل سے عیاں ہوئی
 آہ کیونکر غم نہ ہو اس کے مصائب کا ہیں ۔ مرگِ نولِ آتشام جسکی سرخی ٹھنواں ہوئی
 آیتِ تطہیر کی وہ ذات جو تفسیر تھی ۔ باحیثِ مصطفیٰ دو جسمِ لہر اک جلاں ہوئی
 کھیل جاتا تھا جو اکثر خیمہ و تلوار سے ۔ پھلجھڑی اسکے لئے اک صوبہ بیکان ہوئی
 رن میں اُترا اس طرح وہ دستِ حقِ مرقد خدا ۔ ذوالفقارِ حیدری شمشیر تھی براں ہوئی
 آرزوئے خاک بوسی کر بلا کی راہ میں ۔ سینہٴ مٹھوئی میں اک عرصہ ہوا پنہاں ہوئی

۵۹ شعر

نظامِ وحدت ملت فنا بہ کثرت ہے
 حسینؑ ابنِ علیؑ کی پھر اب ضرورت ہے
 وہ شاہِ مبر در ضادہ محباہدِ اسلام
 ہزار اُس پہ درود و ہزار اُس پہ سلام

عرفانِ غوثیت

یہ حضور سیدنا غوثِ الاعظم دستگیرؒ

مرے سجدہ ہائے نیاز کو ترا آستانہٴ ناز ہے
یہی اپنا کعبہٴ شوق ہے یہ زمیں زمینِ حجاز ہے
ترے لطفِ بندہ نواز نے مجھے وہ مقام عطا کیا
کہ مری نگاہِ بیط میں نہ نشیب ہے نہ فراز ہے
مجھے تجھ سے نسبتِ بندگی کا عجیب ذوق ہے سردی
تجھے دیکھنا تجھے چاہنا یہی میری اپنی نماز ہے
تو امینِ سرِ الہ ہے تو مکینِ ذاتِ الہ ہے
تجھے غوث کہتے ہیں اہلِ دل تو خدا کا راز ہی راز ہے
تری قطیبت تری غوثیت کا جو مرتبہ ہے وہ خاص ہے
یہ تری وہ منزلِ صدق ہے جہاں حق سے راز و نیاز ہے
تو آئے حق میں فنا ہوا تو بقا کا روپ نکھڑ گیا
کہ چھپا ہوا ترے آئینہ میں حقیقی آئینہ ساز ہے
اسی پاک در کے سوا کبھی کہیں صمدی سجدہ ہوا نہیں
مرا ذوق اتنا بلب ہے مجھے اپنے آپ پہ ناز ہے

الناس حُبُّ

(بحضرت غوث الاعظمؒ)

تم ہی فردوسِ نکہت بار ہو اے غوثِ صمدانی
ہماری جنتِ دیدار ہو اے غوثِ صمدانی

معینِ دین، محیی الدین تم ہو
مری کشتی کے تم پتوار ہو اے غوثِ صمدانی

سبقِ دو مجھ کو ایسا استقامت کا شجاعت کا
یہ ابرو تیغِ جوہر دار ہو اے غوثِ صمدانی

غنیہ ہوں یہاں سر عارفوں کے بھی عقیدت سے
تم ہی تو وہ بڑی سدا کار ہو اے غوثِ صمدانی

جہیں سائی تمہارے در کی حاصل ہو عجب کیا ہے
نظرِ صحتوی پہ گراک بار ہو اے غوثِ صمدانی

(یہ حضور خواجہ حسین الدین چشتیؒ)

پیر ہندی سے

تم سید اولیا ہو خواجہ : تم مرشد اصفیا ہو خواجہ
 مشہود ہو شاہد خدا ہو : تم عارفِ حق نما ہو خواجہ
 ہاں! تم سے بہارِ معرفت ہے : تم گلشنِ آقا ہو خواجہ
 صدیق، شہید اور صالح : تم صاحبِ مرتبہ ہو خواجہ
 تم خواجہؒ خواجگانِ چشت ہو : تم خضر کے رہنما ہو خواجہ
 تم سے تھی نمائشِ حقیقت : تم آئینہ خدا ہو خواجہ
 ہاں! تم بھی وسیلہ اک ہمارا : تم واسطہ دعا ہو خواجہ
 اسرارِ معارف و حقائق : تم اُن کے گرہ کشا ہو خواجہ
 ہر دل میں تمہاری سلطنت ہے : تم خواجہؒ دوسرا ہو خواجہ

خالی تو نہیں گیا ہے کوئی
 صحوئی کو بھی کچھ عطا ہو خواجہ



گل برگِ عقیدت

عرضِ نیازِ سن لو بندہ نواز خواجہ :- دل آفتاب گرد و ذرہ نواز خواجہ
 آیا ہوں دور سے میں لایا ہوں طور سے :- بیہوشیِ فردا درِ خوئے نیاز خواجہ
 تجھ کو رہِ طریقت ہموار ہو چکی ہے :- کب ہے نشیبِ تجھ کو ادرکب فرار خواجہ
 یہ جو شکستگی سے پاتا ہوں جی ہی جی میں :- خاموش ہو گیا ہے اب دل کا بندہ خواجہ
 میں بندہ کرم ہوں آلودہ اُلم ہوں :- میں غمگسار بھی آپ اور چارہ ساز خواجہ
 اُٹھیں بندگی میں ربطِ دل و نظر ہے :- یہ آپ کی عطا ہے او دل نواز خواجہ
 غلوت لکھ میں دل کے اب حق کی جلوہ نگار :- آئینہ ساز ہو آپ آئینہ ساز خواجہ
 گستاخ ہوں جو کہہ دل اک حرف بھی نہاں ہے :- ہاں آپ ہی سمجھ لیں عرضِ نیاز خواجہ
 سر در پہ جھک گیا ہے دل خاک ہو چکا ہے
 صحتی کو کیجئے گلاب سر فرار خواجہ



عارم حج سے

سوائے ارضِ طیبہ کل افشال کل افشال : مسافر چلا ہے خراماں خراماں
 کوئی اسکی رعنائی قدر تو دیکھے : چھپا گیا ہے سینہ میں مقصد تو دیکھے
 بہاریں بھی جس کی لطافت پہ قرباں : قیامت بھی ہے جس کی قامت پہ قرباں
 طوافِ مقدس کی دل میں تمنا : لئے جا رہا ہے مسافر یہ اپنا
 سعیِ صفا در مردہ بھی ہوگی : بعد شوق ادائیٰ عُمرو بھی ہوگی
 پھر نا ہی عسرفات کا حج ہوا ہے : مبارک کہ وہ وقت اب آ رہا ہے
 سہانی شب اس رہ میں اک آئینگی بھی : عبادت ریاضت کا رنگ لائیں گی بھی
 مگر صورتِ سنگِ شیطان اڑا ہے : تمٹل لئے نفس سرکش کھڑا ہے
 اسے کتکریاں مارنی بھی تو ہوں گی : یہاں لعیتیں بھینسی بھی تو ہوں گی
 روش پر براہیم کی بھی چلیں گے : یہاں کر کے قربانی آگے بڑھیں گے
 پھر اب دل میں لینے لگی چٹکیاں ہیں : مدینہ کے رستے میں انگڑائیاں ہیں
 مسافر کو ایسے بھی رستے ملیں گے : جہاں پر بچھائے فرشتے ملیں گے
 کوئی دل سے قرباں ہوتا ہی ہوگا : کوئی جان کو اپی کھوتا ہی ہوگا

قریب آئے گی جوں جوں راہِ مدینہ :۔ وہیں ڈولتا ہو گا دل کا سفینہ
 پھر کتا ہو جیسے پرندہ قفس میں :۔ نہ ہو گا اس طرح سے دل بھی بس میں
 لو وہ آ رہا ہے دیارِ مدینہ :۔ نظر آ رہا ہے نگارِ مدینہ
 ہزاروں درود اور سلام اس پہ یارب تری رحمتوں کا پیام اُس پہ یارب
 کوئی شہرِ مطلقا کا مینار دیکھے :۔ برستے ہوئے اس پہ انوار دیکھے
 یہ مینار کیا ہے چراغِ ہدایت :۔ سر اجا غیر اب وجہ رسالت
 خدائے دو عالم کی رحمت ہے اس پر :۔ محمد کی چشمِ عنایت ہے اس پر
 یہیں گنبدِ پاک ہے جلوہ فرما :۔ اسی در کا حاجب ہے مینار گویا
 اسی چاہ کنگال میں یوسف چھپا ہے :۔ وہ یوسف خریدار جس کا خدا ہے
 اسی کے تبسم سے وہ چاک داماں :۔ جو ہے مطلعِ فجرِ صبح پریشاں
 زمانے کی ظلمت ہے کا فور اس سے :۔ جہاں ہدایت ہے معمور اس سے
 حقیقت میں ہر شے اسی سے فروزاں :۔ یہہ مہرِ درخشاں یہی ماہِ تاباں
 خزانِ ضلالت اسی سے گریزاں :۔ گلستانِ رحمت اسی سے بہاراں
 مٹا فر مبارک ہو تجھ کو سفر یہ :۔ کہ صد رشکِ فردوس ہے رہگذریہ
 مگر کاش ہم سے کوئی پوچھ لیتا :۔ محبت کے دو حرف ہی بول دیتا
 ستانے لگی ہے تمنائے دل اب :۔ نہ جانے مراد اپنی بر آئے گی کب

نچلنے ٹرپنے کو جی چاہتا ہے :۔ بس اک خاک بنے گوجی چاہتا ہے
 کہ مشائد ہوا لے اڑے گی وہیں تب :۔ مراد دلی پھر تو حاصل ہی ہے سب
 کوئی تحفہ خاص پاس اب نہیں ہے :۔ اگر ہے تو بس اک لوائے خزین ہے
 دھڑکتے ہوئے دل کی آواز لے جا :۔ خدا و ایہہ ٹوٹا ہوا سارے جا
 درِ مصطفیٰ پر دو سجدے لٹا دے :۔ عقیدت سے بھر پور آنسو بہا دے
 مسافرِ خدا ہی نگہبان تیرا :۔ بڑھے دین و ایمان و احسان تیرا
 ترے واسطے اب دعا ہے یہ دل کی :۔ سلامت روی ہم سلامت بیانی



یہ تو اپنی عادت ہے انتظار کرنے کی
 آپ کیا بھلا آتے آپ کو نہ آتا تھا
 بچلیاں نہ برسائے یوں ہی مکر ادیتے
 مرکزِ نظر مشائد میرا آشیانہ تھا
 دل کے ظرف کو دیکھا درِ دجا و داں دیکر
 امتحان یہیں تک کیا اور آزمانا تھا
 آپ میرے پہلو میں چاند اپنے ہالے میں
 وہ بھی ایک منظر تھا، وہ بھی اک فرمانہ تھا

نقشِ پاہمال دیکھا سر وہیں جھکا صحوئی
آگے اور کیا جاتے جب یہ آستانہ تھا



مستِ خرام ناز! ہاں باغ میں گل کھلائے جا
نہ گس نیم باز کو مستِ نظر بنائے جا

بادہ نہیں، نہیں سہی حیا نہیں نہ ہو مگر
اپنی نگاہ مست سے مست مجھے بنائے جا

فکرِ غمِ فراق ہے دل میں اک اضطراب ہے
جاتا ہے جا مگر ذرا دل کو مرے منائے جا

نزع کے وقت آئے وہ حیا بلب ذرا
تارِ نفس کو چھیڑ کے قصہٴ غم سنائے جا

صحوئی درد آشنا ضبطِ فعال سے کام لے
بن کے جہاں سے بے غرض سارے جہاں پہ چھائے گا



مَسْنِیْہِم اَیْلِنَا ۲۵

وہ شب ہنگامہ زارِ رقص بسمل تھی جہاں میں تھا
ادائے رقص بسمل جذبِ قاتل تھی جہاں میں تھا

اُٹ آیا تھا گویا اک سمندرِ وحدتِ حق کا
نئی ہر موج طوفاں جذبِ ساحل تھی جہاں میں تھا

یہ پیشِ حضرتِ واجب بھلا میں کون اور کیا ہوں
مری ہستی بھی گویا نقشِ باطل تھی جہاں میں تھا

بڑا دشوار ہے راہِ محبت میں قدم دھرنا
مجھے گامے بہ گامے دورِ منزل تھی جہاں میں تھا

نفس میں گرمیاں تھیں روح میں بے تابیاں صحو
مرے آفاق کی ہر چیز اک دل تھی جہاں میں تھا

○ رفعتِ تخیل

کیا میں نہیں کہ باعثِ کون و مکان نہ تھا
جب میں نہ تھا زمین نہ تھی آسماں نہ تھا

آنکھوں ہی آنکھوں میں ان سے کہے جا رہا تھا میں
میری خموشیوں کا کوئی تر جہاں نہ تھا

کیا تیرے آستانہ کی رفعت کا ذکر ہو
میری جبین وہاں تھی جہاں آسماں نہ تھا

کب ہم اُٹھے کہ حشر نہ اُٹھا ہوا ساتھ ساتھ
کب ہم چلے کہ زیرِ قدم آسماں نہ تھا

ایسے فنا ہوئے کہ ہم اب وہ ہی وہ ہوئے
یوں رہ گئے کہ نام کو بھی اک نشان نہ تھا

صحوی کچھ ایسی رفعتِ تخیلِ بے گئی
یہ بھی خبر نہیں کہ کہاں تھا کہاں نہ تھا



وَفِي أَنْفُسِكُمْ

جلوہ یار کو اپنے میں نہاں ہی دیکھا : گرچہ ہر ذرہ میں بے پردہ عیاں ہی دیکھا
 حدِ ادراک سے مافوق سہی اُن کا وجود : جلوہ اُن کا بہ حد کون دمسکاں ہی دیکھا
 کششِ عشقِ سلامت کہ یہ اندازِ طلب : اپنی جانب انہیں میں نے نگران ہی دیکھا
 شوقِ نظارہٴ محبوب نہ پوچھا ہے ہدم : اپنا ہر جذبہٴ دیرینہ جواں ہی دیکھا
 ڈر ہے اے نہ کہیں خاطرِ خاطر نہ تسکن : ہر تقاضائے نظر اُن پہ گراں ہی دیکھا
 رہِ توحید میں جو بیتِ نظر آیا توڑا : پھر بھی اپنے کو مگر سنگِ گراں ہی دیکھا
 دعوئے ترکِ خودی ہو ہی گیا پھر طال : وہم ہستی کو اگر خود میں تھاں ہی دیکھا

غمِ ہجوریِ جاناں کی قسم ہے صھوٹی
 دل سے اٹھتا ہوا اک میں نے دھواں ہی دیکھا



يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا ۚ

دو چار جام یار کو دکھلا کے پی گیا
 اس چشم مستِ ناز کی شہِ پا کے پی گیا
 کئے حیا م پی لئے نہ رہا اس کا کچھ خیال
 کیفِ شراب دیکھ کے لہجہ کے پی گیا
 ساقی کا اذن بھی نہ لیا فرطِ شوق میں
 ساغرِ شرابِ ناب کا تھرا کے پی گیا
 میری بجا ل کیا تھی مگر ہاں بقدرِ ظرف
 جتنی پلائی یار نے شہِ پا کے پی گیا
 آیا جو زلفِ یار کا منظر نگاہ میں
 کالی گھٹا میں دیکھ کے لہجہ کے پی گیا
 صحوئی کسی کی مست نگاہوں کا ہے اثر
 دنیا ئے بے ثبات جو ٹھکرا کے پی گیا

○ اُفتادِ طبیعت

شراروں میں گھیلا گلوں سے اُلجھ کر :- رقیبوں کو چاہا حسینوں میں رہ کر
 طبیعت کی اُفتاد نازک کچھ ایسی :- کبھی ان سے اُلفت کبھی ان سے ٹکڑ
 تمہے ہر تبسم کی مدّت ہی اتنی :- ابھی برق رہ جاؤے جیسے چمک کر
 مقدس مری زندگی کا مقصد :- یہ اخلاص نیت عبادت سمجھ کر
 تری یاد میں سانس جب چھوڑا ہوں :- خلا بھی منور فضاء بھی معطر
 سرورِ دو عالم مجھے مل گیا ہے :- تجھے جب سے پایا ہے اپنے کو کھو کر
 بدلی سی گئی ہے مرے دل کی دنیا :- قدم آپنے جب سے رکھا ہے ہنس کر
 نہ ہی لغزشِ پانہ مستی نظر میں :- مگر پھر بھی عالم ہے اپنا بدل کر
 کہاں اب وہ صحوٰی القفوف کی باتیں
 زمانہ ہوا ہم کو خود سے گزر کر



سیرِ خودی

خودی کے پیکرِ رنگیں میں ہے خدائے جلیل
زمانہ ساتھ اگر دے تو اس کی کر تحصیل

خود نے تجھ کو عطا کی ہے رہگذاہِ آنا
کر اپنے سینے میں روشن تو عشق کی قذیل

عجیب طرزِ تجسّلی ہے اس کی ہر شے میں
چھپا ہوا ہے نہ بے پردہ ہے وہ روعِ جمیل

ترا شعورِ جو بیدار ہو تو دیکھ ! کہ ہے
ترے صنمِ کدّہِ ذات میں بھی ایک خلیل

بہ فیضِ پیرِ مغال نکلتے یہ کھلا صحوئی
کہ اک آنا ہی سے کل کائنات کی تفصیل

لذت کشمکش

آہ کس راہ سے آیا ہے یہ پروانہ غم
کس نے بھیجے ہیں مرے واسطے بیکانِ ستم

چہرہ حسن پہ کچھ عشق کے آثار بھی ہیں
اتک بھر آئے ہیں یوں پھول پہ جیسے شبنم

ہر نفس درد کی مجروح صد ابن کے مرا
روز و شب دے ہی دیا کرتا ہے پیغامِ الم

لذت کشمکشِ قلب و نظر کچھ ہی سہی
دردِ بڑھ جاتا ہے ہو جاتی ہے جب چشمِ کرم

یوں ہوئی جاتی ہے تکمیلِ محبت صحو
آہ لب پر ہے خلسِ دل میں ہے آنکھیں پر غم

سِرِّ کلیمی

تیری ہی دہلیز پر میری جبین کا نشاں
 محملِ دل میں مرے لیلیٰ اُنی انا
 جنبشِ مثر گاں سے ہیں تلبِ جگر جاگ کچا
 مقصد و مادی ہے تو ماضی و ملجا ہے تو
 دستِ شفقت بڑھا جھکو بھنور نیل کا
 میری خطائیں نہ پوچھ اپنی عطاؤں کو دیکھ
 تیرے لگا ہوں سے آج درمیں یہ ہیں نے لیا
 فیضِ نظر سے تیرے قلب میں ایقان ہے
 نقشِ کفِ پا تر اسجدہ گہر عاشقاں
 نعمۃ اللہ ہو گر درہِ کار و داں
 فصلِ بہاراں کہاں چاک گریباں کہاں
 تو ہی بتا اب تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
 غرقِ معاصی ہوں میں بحر بھی ہے سیکڑاں
 دیکھ کہ تیرے لئے ہے یہ زمینِ درماں
 موت ہے میرے لئے زندگی جاوداں
 حسنِ کرم سے ترے دور رہیں وہم و گماں

نہت سوزِ جگر مل گئی مٹھوئی کو وہ
 سِرِّ کلیمی نہیں طالبِ شرح و بیاں

شغلِ آنا

تجلی یار کی ہے اور میں ہوں ؛۔ تسلی یار کی ہے اور میں ہوں
 منور ہے مرا ہر گوشہ دل ؛۔ جھلک دلدار کی ہے اور میں ہوں
 تمھارے سامنے ہستی کا دعویٰ ؛۔ بحث بے کار کی ہے اور میں ہوں
 اگرچہ بار بار دیکھا ہے پھر بھی ؛۔ ہوس دیدار کی ہے اور میں ہوں
 یہ ذرہ آفتاب اب ہو رہا ہے ؛۔ نظر سرکار کی ہے اور میں ہوں
 جلے ہیں داغِ دل سینہ میں تھوڑی ؛۔ مہک گلزار کی ہے اور میں ہوں



ہجومِ ابتلا ہے اور میں ہوں ؛۔ مدد کو بس خدا ہے اور میں ہوں
 دفورِ التجا ہے اور میں ہوں ؛۔ زباں وقفِ دعا ہے اور میں ہوں
 مری کشتی بھنور میں آپھنسی ہے ؛۔ خدا ہی نا خدا ہے اور میں ہوں

○ ذوقِ بندگی

ہم ہیں طواف میں تو کبھی ہیں نماز میں :- آنکھیں بھی فرشتہ راہ میں دل بھی حجاز میں
 پاتا ہوں اپنے آپ ہی میں ذوقِ بندگی :- کعبہ چھپا لیا ہے جبینِ نیاز میں
 پہنچی ہے آسمان یہ ترے آستان کی بات :- سر رکھ دیا ہے جب سے سجودِ دنیا ز میں
 اب اس زمیں سے دور اور اس آسمان سے :- اک سجدہ چاہتا ہوں نشیبِ فراز میں
 آخر سحر بھی ہوگی کسی تیرہ بخت کی :- یہ کیا کہ راتِ مدوک لی زلفِ دراز میں
 دیکھو بہک رہی ہے نظرِ چال مست :- ہوئے نہ پائے فاش رہے باتِ راز میں
 آنکھیں ہیں اک بہشتِ تصور لئے ہوئے :- دل ہے نشاطِ جلوۂ دامانِ ناز میں
 انعامِ دید بھی ہے بہ لہذا زرد فریب :- محمود چھپ گیا ہے لباسِ ایاز میں
 بے صورتی سے صورتِ امکاں کی ہے نمود :- پردہ کیے ہوئے ہے حقیقتِ مجاز میں

صحتِ جمالِ یارِ سرِ طور دیکھئے

ہمت نہیں ہے اور کسی دیدہ باز میں



شوخی تماشہ

رولقیں کہاں اتنی مہر و ماہ و انجسم میں
 جس قدر بھی جلوئے ہیں وہ چھپے ہیں سب تم میں
 پھول بن گئی دل کی ہر کلی وہیں کھل کر
 وہ بہار تھی گویا تم جو تھے تبسم میں
 ماند پڑ گئیں آنکھیں شوخی تماشہ سے
 طور ہو گیا سینہ خواہش تکلم میں
 وجد و رقص کا عالم سب تم ہی سے ہے قائم
 موج بحر ہستی خود آپ سے ترنم میں
 صحتی ہم گئے مارے ایک وہم ہستی سے
 زندگی کے کچھ لمحے لٹ گئے توہم میں

سِیْ وَا ۝ فِی لَارِضِ ۱۱

دل میں کسی کو راہ دیئے جا رہا ہوں میں خود اپنا گھر تباہ کئے جا رہا ہوں میں
 ٹکرا رہا ہوں موجِ حوادث سے بے پناہ ساحل پہ بھی نگاہ کئے جا رہا ہوں میں
 پروردہ مٹنا ہوں مجھے آشیاں کا ڈر؟ جب برق سے نباہ کئے جا رہا ہوں میں
 ہستیِ مستعار پہ نازاں نہیں کبھی چپکے سے اپنی راہ لئے جا رہا ہوں میں
 صحوئی نگاہِ دوست کی بے باکیاں نہ پوچھ
 لے طور کو گواہ کئے جا رہا ہوں میں



تشریحِ حالِ زار کئے جا رہا ہوں میں اب انکو بیقرار کئے جا رہا ہوں میں
 دلِ عرش آنکھیں فرش ہیں جاں وقفِ اللہ یوں اُن کا انتظار کئے جا رہا ہوں میں
 صحوئی نگاہِ دوست کا دے دے کے واسطہ
 شرحِ دلِ فگار کئے جا رہا ہوں میں



فارغِ دو جہاں

فارغِ دو جہاں ہوں میں اب کوئی آرزو نہیں
 میسر شراب خانے میں حِکام نہیں سبب نہیں
 گرچہ عطا ہوا تو ہے مجھ کو سلیقہٴ نطفہ
 اپنا مزاج ہی مگر مائلِ رنگ و بو نہیں
 طرزِ نغماں بدل گئی لذتِ غم جو مل گئی
 دل کو سکوت ہے پسند شورِ شاہ و ہو نہیں
 آپ کو بھول جاؤں میں یہ تو نہ ہو سکے کبھی
 آپ کو یاد آؤں میں ایسی بھی آرزو نہیں
 پر تو حسنِ یار سے مل تو گیا ہے کچھ نہ کچھ
 صحتی تم اپنے یار کے مانا کہ ہو بہو نہیں



ساقیِ مستانہ

تجھ کو بھی پلا دے کچھ اے ساقیِ مستانہ :- لایا تو ہوں میں بھی اک ٹوٹا ہوا پیمانہ
 نسبت ہے اسی در سے اور فخر اسی پر ہے :- کہلاتا ہوں تیرا ہی مشہور ہوں دیوانہ
 کہ طرف نہیں اتنا کم ظرف نہیں پھر بھی :- مئے نوشِ بلا کا ہوں جرأت مری زندانہ
 تم ساقیِ کوثر ہو میں تشنہ ازل سے ہوں :- امید عطا کی ہے مل جائے گا پیمانہ
 سب تیرے فدائی ہیں سب تیرے ہی دیوانے :- سب تجھ پر ہی قرباں ہیں اپنا ہونکہ بیگانہ
 بے جوش سہی لیکن بے ہوش نہیں ہوں میں :- ان آنکھوں نے دیکھا ہے اک جلوہ جانا نہ
 جلتی تو رہی شب بھر محفل میں شمع لیکن :- ہر شعلہ میں پنہاں تھی خاکسترِ پردانہ
 وہ زندہ خرابا قی میں ہوں کہ اشارے پر :- خود آپ ہی کھل جائے دروازہٴ میخانہ

کیا اپنی کہوں صحتی نیرنگ حقیقت ہوں

گو خود ہی تماشہ ہوں اور بات بھی افسانہ

○ حُسنِ تصور

دکھا دو جلوہ عارض کہ شمع کہتی ہے :۔ مرے وجود پہ شاہد ہے رقصِ پروانہ
یہ کیا کہ آپ کے ہنستے ہی برق بھی چمکے :۔ کھلایہ رمز کہ شے ہے نہ شے سے بیگانہ
جو خوب پی کے بھی بہکے نہیں تو زندہ ہے وہ :۔ وہی ہے مست جو ہے بے نیازِ میخانہ
بدل گئے ہوں جو دیوارِ درد تو کیا اس سے :۔ اُسی اساس پہ قائم ہے اب بھی میخانہ
تمہارا جلوہ بدستور اب بھی ہے مستور :۔ خبر کس کے تجلی ہے بے حجابانہ
تجھے خبر ہی نہیں ہے ذرا بھی لے غلط :۔ چھپا ہے کعبہ کے اندر بھی ایک بُت خانہ
نگاہ ڈھونڈ چکی ہے قریب ہی سے تمہیں :۔ چھپے ہو ایسے کہ جلوہ ہے بے حجابانہ
اب آرزوئے تماشائے حسنِ یار نہیں :۔ ہوا ہے قلب ہی اپنا یہ آئینہ خانہ

بس ایک حُسنِ تصور رفیق ہے صحوئی

اس ایک دُھن نے بنایا ہے مجھ کو دیوانہ

○ قلندرِ زمانہ

مری زندگی کے دن بھی کچھ عجیب ہیں فنا
 نہ خزاں ہی متقل ہے نہ بہار کا زمانہ
 کوئی قصر ہو کہ ایواں مری گرد کو نہ پہنچے
 ترے در پہ آگیا ہوں تجھے مل گیا ٹھکانہ
 تجھے دیکھنا تجھے ہی ہے خود آپ میں بھی پانا
 یہی شغلِ بندگی ہے یہی رسمِ عاشقانہ
 تمرا بندہ بن گیا جو اُسے دار و گیر کیا ہو
 نہ ہی قید ہے مکال کی نہ ہی بندشِ زمانہ
 جو خود آپ لٹ چکا ہے اسے خوفِ صید کیا
 ہے اُسے غریزِ گلشن نہ نفس نہ آشیانہ
 تری نیم دانگا ہوں سے ملے اگر اشارہ
 کوئی دم میں دیکھ لینا میں بدل ہی دوں گا
 یہ تمام نظم عالم مری دستوں میں گم ہے
 ہے مری ہی انگلیوں میں تو یہ گردشِ زمانہ

تجھے فقر پر ہر ترکیب ہی تیرا کام صحو
 کہ فقیر لا طمع ہی ہے قلندرِ زمانہ

عالمِ صحویت

اُفرے یہ کیسی چوٹ لگی ہے زخم ہر اے کچھا کچھا
ہائے یہ کیسا دل چلا ہے آخر تھا یہ کس کا نشانہ

آنسو میری آنکھ سے ٹپکیں موتی کی سی قیمت پائیں
ہاتھ بڑھا رو مال سے پوچھیں آئے کبھی تو یہ بھی زمانا

کون نظر میں اپنی جیت کس کے آگے سر یہ جھکتا
ہم بھی اپنے من کے دیوتا اپنا من دریغ ہے پرانا

بات پرانی کیسی کر لیں کیوں نہ رکھیں اب جی ہی جی میں
آگے کس کی ذات کا تکیہ رکتا کب ہے پھر بیانا

کب کے اپنے بس میں نہیں ہم، چھایا ہوا ہے کوئی ہم پر
کام اُسی کا سا سب کچھ نام فقط اک صحتی اپنا

البحار

عید آئی ہے مئے ہوش فزا دے ساقی :- وہ جو آنکھوں میں چھلکتی ہے پلا دے ساقی
 یاس و حرموں کے تخیل کو مٹا دے ساقی :- بات جو بگڑی ہوئی ہے وہ بتا دے ساقی
 دل کا ہر گوشہ تاریک مٹو کر دے :- لذتِ درد کی اک آگ لگا دے ساقی
 منحصر تیرے کرم پر ہے مری تشنہ لبی :- کوثر میں لب کو مرے لب سے ملا دے ساقی
 بس نہ کر دے مجھے اک جامِ شکستہ دیکر :- عید کا دل ہے ذرا اور پلا دے ساقی
 اپنی کم مائیگی طرف کا شکوہ کب ہے :- اتنی پی لیں گے تو جتنی بھی پلا دے ساقی
 رہ کے آغوشِ تمنائیں ذرا دم کے لئے :- دونوں عالم مری نظروں سے گرا دے ساقی

کسی قابل ہے، نہ ہے تابِ سخنِ صحوی کو

مدعا یہ ہے کہ اپنا سا بنا دے ساقی



وَ اَشْرَبُوْهُ ○ صَنِیَا ۲۷

مقام ساقی

تیرے صدقے میں ہے یہ رحمت عام اے ساقی
 ہے حلال آج جو کل تک تھی حرام اے ساقی
 لغزش پا سے تری حشر اٹھا جاتا ہے
 دیکھ ابیر ہم ہو عالم کا نظام اے ساقی
 اپنی مخمور نگاہوں سے پلا دے مجھ کو
 تیری آنکھوں میں ہے جو ماہ نام اے ساقی
 ایک ہی گھونٹ میں اللہ کے اندازِ کرم
 بخشدی تو نے دو عالم کی زمام اے ساقی
 تو وہ دولت ہے کہ آنکھوں میں جگہ دیں تجھ کو
 اہل دل جانتے ہیں تیرا مقام اے ساقی
 دل تصدق نگہ شوق تیرے فرشِ قدم
 پھر اسی طرز یہ ہو حشرِ خرام اے ساقی
 بھول جاؤ تجھے اک بار بھی کیا میری مجال
 جھوٹا ہے ترا ہر سانس میں نام اے ساقی
 ساری خوشیاں مرے قدموں میں سمٹ لینگے
 کاش تو لے لے جو اک بار سلام اے ساقی

تیری مستی کے تصدق تری آنکھوں کے نشاۃ

آج صحو کو بھی ہے لغزشِ گام اے ساقی

پھر وہی ہم ہیں وہی شب ہے سہانی اپنی : یادِ محبوب ہی ہے رات کی رانی اپنی
زندگی اور کہیں زینتِ محفل ہو گی : پہلوئے موت میں سوتی ہے جوانی اپنی
حاصلِ عشق سے واقف ہی ہیں سیاہِ نظر : ہے وہی قصہ پارِ میت کہانی اپنی
کیا پٹری ہے انہیں لے بیٹھیں پرانی باتیں : جن کو مقصود ہے روداد سنانی اپنی
کس کو ہو سکتی ہے یہ حرأتِ بے جا صحتی
یار کے حسن کی تعریف زبانی اپنی

○
انکیرہ گذر
اُسے عمرِ نوح حاصل ہوا اگر تو کچھ نہیں ہے : وہی زندگی غنیمت ہے جو تیرے ساتھ گذرے
مری آرزو کا دریا ہے کچھ اس طرح سے اُٹا : کہ ہر ایک موج جسکی نہ دے نہ دے کہے
کوئی اُن کی آمد و رفت سے باخبر نہیں ہے : کبھی آکے پاس بیٹھے کبھی پاس سے بھی گزرے
کوئی جان دے رہا ہے کوئی دل بچھا رہا ہے
اس اُمید پر کہ صحتی وہ اسی طرف سے گزرے

شمرؔ نظر

کبھی دہم تھا دوئی کا جو پتہ نہ تھا خودی کا
 لکڑاب یہ کیفیت ہے کہ ہوئے ہیں بے خبر سے
 وہی اول اور آخر وہی ظاہر اور باطن
 وہ نظر ہی آ رہا ہے ہیں اُنھیں دیکھتے جدھر سے
 کبھی سیر کو تو نکلے مرے دل کی سرزمین پر
 کہ گھٹا برس رہا ہے مرے دیدہ ہائے تر سے
 بجز ایک دل کہ جس کو ہے سلیقہ نظر کچھ
 اسے دیکھ کیا سکے گا کوئی اپنی چشمِ سر سے
 ترا جلوۂ ایک ہی ہے پہ نظر جدا جدا ہے
 کوئی دیکھ کر بھی تڑپے کوئی دیکھنے کو تر سے
 وہی شمرؔ نظر ہے جو ہے خاکِ طیبہ صحوئی
 مری زندگی بنی ہے اسی ایک سنگِ در سے



دھونی رما کے

ترے در پہ بیٹھے ہیں دھونی رما کے :- ہمیں کیا کرے سگارِ زمانہ سستا کے
 وہ مستِ الست ہم ہیں پیمانہ برکف :- جو اُٹھتے نہیں ہیں پیلاپے لگا کے
 بہت دل کے ٹوٹے ہوئے ہیں ہم اپنے :- نہ دیکھے ہیں اب کوئی آزما کے
 سحر کر رہے ہیں تبسم سے اپنے :- تری زلفِ شبنگوں کے سائے میں آ کے
 ہمیں اب کہاں قیدِ مستی کی پرواہ :- زمانے سے گزرے زمانے پہ چھاکے
 مری گردِ پا کو بھی پہنچا نہ کوئی :- زمانہ بھی پیچھے ہوا ساتھ آ کے
 کوئی بارِ گاہِ خودی تک نہ پہنچا :- بہت رہ گئے فکر میں سر جھکا کے
 نظر ڈالنے کی ادا آگئی ہے :- اگر طور بھی ہو تو رکھ دوں جلا کے

کوئی ہم سے صحیحی نہ آنکھیں پلائے

کہ ہم مست بیٹھے ہیں پی کے پلا کے

حدیث ○ دِگراں

جب بھی یاد آپ کا بے سافقتہ نام آتا ہے

عزم کرتا ہوں میں جس وقت بھی مئے نوشی کا

آجھی جاتا ہے کبھی اپنی عبادت میں سرور

کر ہی لیتا ہوں بعد شوق ترے در کا طواف

وہ چھپا رکھی ہے آج اُس نے زکاموں میں تیرا

نہ ہے تقدیر ہوئی آج تمتا پوری

متردہ اے دل کہ تجھے رخصت گھٹا رہے

ڈر ہے ہو جائے نہ برہم کہیں نظم عالم

اک اُجالا سا مرے دل میں ہو جاتا ہے

انکی دزدیدہ نگاہوں میں پیام آتا ہے

خوش ہوا ہے بخت کہ ہنگامِ سلام آتا ہے

باش اے چرخ کہ وہ سادہ خرام آتا ہے

جلوہ افروز وہ پھر ماہِ تمام آتا ہے

تذکرہ ادب بہ حدیث دِگراں ہی صحتی

کچھ سہی ان کی زباں پر تو یہ نام آتا ہے



یارِ اغیار

آج محفل پہ ونگ چھایا ہے	یارِ اغیار سنگ آیا ہے
شخصِ واحد کا عکس آیا ہے	آئینہ خانہ ہے جہاں سارا
اپنا سک کوئی جمایا ہے	یاں کسی غیر کا گزر ہی نہیں
مفت بھونرے پہ حرف آیا ہے	عشقِ خودِ حُسن کی تجلی ہے
پیار کو خود پہ پیار آیا ہے	روپ ہی روپ کا سروپ ہے یہ
بے حجابی کو عار آیا ہے	ہر گئے ہیں حجاب سے باہر
خود سے چھوٹے تو ہوش آیا ہے	خود میں جب تک تھے ہوش کچھ بھی تھا
نقشِ مستی ابھر کے آیا ہے	نیستی کو بحال بود نہ تھی

کام ہوتے رہے کسی کے ہاتھ
نامِ صحتی کے ساتھ آیا ہے

جذباتِ کی گواہی

عشق آلودہ معصیت و جذبات نہیں
میری آنکھیں مرا دل مری زبان شاہد ہے

تم کہ سرگرم تکلم کبھی مجھ سے نہ ہوئے
میرے لب میرا ذہن میرا بیان شاہد ہے

اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرتا ہوں
مرے آنسو مری آہیں یہ فغاں شاہد ہے

تم مرے غم کدہ دل میں کبھی آنہ سکے
میری یہ دھڑکنیں یہ سوزِ نہاں شاہد ہے

مثل کعبہ ہی تھا مجھ کو ترا ہر نقشِ قدم
میری پیشانی پہ سجدوں کا نشاں شاہد ہے

یہ کہ اُن کو مری آہوں سے غرض ہے صحو
لب خاموش پہ خاموشی کی ہاں شاہد ہے

فیضانِ نیت

نیں زمیں پہ آسماں ہوں میں بلند آسماں سے
یہی شغلِ زندگی ہے یہی طرزِ بندگاہ ہے
ترے راستہ میں کوئی جو قدم دھرتے تو کیسے
ترے در کی خاک بوسی نے عروج یہ دیا ہے
یہی خاک بس ہے مجھ کو یہی مجھ کو کیا ہے
جو کسک تھی دل میں آخر وہی رنگ لارہی ہے
جسے جستجو ہوا پی جسے ہو تلاش اس کی

کہ جود ہی ہے سر کو نسبت ترے سنگ آستان سے
وہیں چھٹ گئے خودی سے تجھے پالیا جہاں سے
کوئی ہم سفر نہ رہا ہر وہ نکل پڑے کہاں سے
کبھی پہنچے آسماں تک کبھی گزرے آسماں سے
مجھے روشنی ملے ہے تری گردِ کارواں سے
مری سمت آرہے ہیں وہ خود ہی کشاں کشاں سے
کبھی آکے پوچھے مٹھوی یہی ہم سے راز داں سے



جلوہ تمہارا صبح بہارِ حیات ہے
جب سے تمہارے عارضِ دگیسو پہ نظر
ساعزِ بدست و زلفِ بدوش ابھی جائے
تسکینِ دل و نظر کو ذرا پاس سے تو ہو
یہ کیا کہ دور، دور ہی سے التفات ہے
لب تک ہمارے آئی ہوئی ایک بات ہے

گو یا تم ہی سے زندگی کائنات ہے
ہر روز مجھ کو عید ہے ہر شب بولت ہے
کافی گھٹائیں چھائی ہیں برکھا کی رات ہے
یہ کیا کہ دور، دور ہی سے التفات ہے
لب تک ہمارے آئی ہوئی ایک بات ہے



فیضانِ قرب

زباںِ ساکت ہے چشمِ خم ہے ہی بس اتنی متاعِ عجب : کہ دل تو پہلے ہی ملت چکے ہے اب اندر کیا فک و شوم
 کبھی تو در پردہ گفتگو تھی اور اب مقابل میں بھی تجا ہل : نہ جانے اس خاموشی میں کیا ہے ضرور کوئی چھپا شوم
 کبھی تکلف بھی بر طرف تھا اور اب تبسم بھی بارِ خاطر : نئی ہے یہ طرزِ عاشقی بھی نئے ہی انداز کا کرم ہے
 مگر مرے ذوقِ تنہا نے انہیں بالآخر قریب لایا : سمٹ کے آئی ہیں دستیں سب ہیں عربک ہیں عجم
 انہیں بٹھا کر ہی سامنے اب طواف کرنے لگیں لگا ہیں : فریضہ حج ادا ہوا ہے کہ اب ہی کعبہ و حرم ہے
 مرے مذاقِ عبودیت پر بھلا عجب ال سخن کسی کو : کہ تیں رہوں جس طرف جہاں بھی دم ہیں اکل پنے عجم
 کسی کی زلفوں کی چھاؤں میں اب مجھے شبِ قدر لگئی : تو اطلعت کا ذکر ہی کیا یہاں تو ہر بات پر کرم ہے
 صبحِ چہرہ پہ پڑ گئی جب نظر تو اک عید ہو گئی ہے : بہارِ جلوں پہ جسکے قرباں ہی تو وہ جنتِ ارم ہے

قریب سے اب قریب تر ہیں یہاں صحتی ہو وصل کا کیا

شکایتِ بعدِ کد سے ہو گئی یہاں تو ہر حاصل بھی کم ہے

رنگ ترنگ

لب پہ آہ غم دل میں اک سوزِ پیہم ہے
 آپ کی محبت ہی زندگی میں سب کچھ ہے
 جتن شادمانی کیا یاں تو روزِ ماتم ہے
 ہو گیا وہ خود گھائل تھا جو آپ ہی باطل
 آپ میں تو گزرتی ہے کب کسی سے پنہاں ہے
 ہم پر جو گزرتی ہے کب کسی سے پنہاں ہے
 آپ کے لہجے میں خلعتِ دو عالم ہے
 بے نیاز کیا ہوگی دین ہو کہ دنیا ہو
 دل یہ آجکل اپنا مثل ساغرِ جم ہے
 دیکھتے بتاتا ہے کیفیتِ دو عالم کی
 میرے دل کی ہر دھڑکن ضابطہ منظم ہے
 آپ مطمئن رہیئے رازِ راز ہی ہو گا
 یوں دکھائی دیتا ہے جیسے گلِ شبنم ہے
 عارضِ منور پر یونہی ہیں پسینہ کی
 یہ کبھی تو شعلہ ہے اور کبھی تو شبنم ہے
 کیا ہمیں طبیعت کا رنگ ہی نرالا ہے

ہم وہی تو ہیں صحتی جو ہر اک میں رہتے ہیں

لیجئے ہم ہیں عالم ہیں اور ہم میں عالم ہے

فیضانِ نظر

تقریب شعر

نگاہِ محبت کچھ ہی سہی ایقانِ محبت عرفاں ہے
 حاصل ہے جنہیں فیضانِ نظر ان کو تو یہ مشکل آساں ہے
 جو حوصلہ دل رکھتے ہیں آجائیں سرِ محفل وہ ابھی
 یاں جلوہ زلف و عارض ہے یاں دعوتِ کفر و ایماں ہے
 مانا کہ جمالِ یارِ اتم ارزاں تو نہیں ہے پھر بھی مگر
 جو خاص نگاہیں رکھتے ہیں ان کے لئے جلوہ عریاں ہے
 یہ کیا کہ بس اک اتنی سی نظر چلتی سی کوئی تلوار تو ہو
 قاتل کی ادائے خاص کو تو ہنگامہ قتل نمایاں ہے
 اب دل میں کسی کی یاد بھی ہے اب لب پہ کسی کا نام بھی ہے
 ہر سانس میں آتے جاتے ہیں گلشن میں ہمارے بہاراں ہے
 بن آئی ہے پینے والوں کی وہ خود ہی پلائے آئے ہیں
 مخمور گھٹائیں چھائی ہیں اور دوش پر زلف پریشاں ہے
 کیوں بادہ کشانِ عرفاں کو تلخاب گوارا ہونہ سکے
 جو زند کہ درو آشام بھی ہے وہ صدر نشینِ رنداں ہے
 صحتی کے لئے پیغام ہے کچھ یا یونہی ستانے آئی ہے
 اے بادِ سحر ہاں تو ہی تو مٹاؤ زلفِ جاناں ہے

○ شعورِ عبادت

بچو بچو! کہ یہ بجلی تمہیں نہ لے جائے
نگاہِ مردِ مسلمانِ جلالِ یزدان ہے

وہ میری آہِ دروں ہی کی چھاؤں ہے رُخ پر
یہ منگِ شب کہیں ساکل، اگر پریشاں ہے

کسی کے عارضِ رنگین کو چھو کے آئی ہے
چمن میں نکہتِ گلِ حاصلِ بہاراں ہے

تمہے لطیفِ تبسم کی روشنی پا کر
کلیمِ طور کو کھو کر بھی شاد و فرحاں ہے

مرے شعورِ عبادت کو دیکھ کر صحتی
ملک بھی وجدِ کناں ہیں فلک بھی حیراں ہے

برقِ حُسن

وہ برقِ حُسن ادھر بھی گرائی جاتی ہے
 مرے وجود کی ظلمت مٹائی جاتی ہے
 بچا کے میری طرف آنکھ اٹھائی جاتی ہے
 یہ میرے دل کی خلش آزمائی جاتی ہے
 جلانے دے کہیں ان کے سکون کو دنیا
 وہ آگ جو کسی دل میں لگائی جاتی ہے
 کہیں نہ لوٹ لے یہ میری کائناتِ حیات
 وہ اک نظر جو یہ مشکل اٹھائی جاتی ہے
 خیالِ خاطر ناشاد بھی ہے کچھ اُن کو
 نظر بہ طرزِ تحاہل چرائی جاتی ہے
 مزاجِ حُسن سے واقف ہیں ہم بھی اب صحتی
 کہ اس میں عشق کی عادت سی پائی جاتی ہے

مشورۃ ○ خلوص

نازِ مشرب کو نیاز آگیں بنانا چاہیئے :- رفعتِ گردوں کو قدروں پر چھکانا چاہیئے
 ضبطِ غم ربطِ محبت آزمانا چاہیئے :- برچھیاں سی دل پہ کھاکر مسکراتا چاہیئے
 آفتِ دل آفتِ جال آفتِ ایماں سہی :- کچھ ہی ہو جائے کسی سے دل لگانا چاہیئے
 سخت کو شہنائے دل کی تلخ تر ناکامیلا :- ہاتھ سینہ پر دھرے آنسو بہانا چاہیئے
 اس سے طرہ کر کیا ہوں دل کے انقلاب میں :- حسن کو آدابِ رنج و غم سنانا چاہیئے
 حسنِ طن، حسنِ تصورِ شوقِ تمثیل سے :- اور اک صحیحی حسین پیکر بنانا چاہیئے



آپ اسی انداز سے تشریف لاتے جائیئے :- دور ہوتے جائیئے نزدیک آتے جائیئے
 اب مری آنکھوں سے آنسو جھڑ ہے ہی نکلیئے :- پھول چنتے جائیئے دامن بچاتے جائیئے
 کیا یہی ہے ایک مجبور و فاسق کی زندگی :- آپ ہنستے جائیئے مجھ کو کہ لاتے جائیئے
 ماننا ہوں دل سے ہوتی ہیں ملاقاتیں بہت :- پر کبھی آنکھوں کی قسمت بھی جگانے جائیئے

شوقِ گل میں دیکھنا دامن نہ اُلجھے خار سے

اس طرح صحیحی قدم آگے بڑھاتے جائیئے

بزدیانِ فارسی

ہر موجد ہوا زلفِ چلیپاے محمدؐ
 از فرشِ ہر عرشِ ثریا تا بہ ثریا
 ہر سمت بہ ہر سو وہ نقشِ در و دیوار
 صد فرقِ شہنشاہ بہ یک جوئیِ ارزو
 روشن بہ بگندِ ظلمتِ ہر گوشہٗ عالم
 ہر عیبی دورانی و مسیحاے زماں را
 اے بادِ صبا از من جاںِ سوختہٗ محوی
 کعبہ است بمن نقشِ کفِ پائے محمدؐ
 بینم عیاںِ حسنِ تجلّائے محمدؐ
 پنہاں و عیاںست تجلّائے محمدؐ
 آنست بمن قیمتِ سودائے محمدؐ
 از ہر نفسمِ کلمۃِ الاّے محمدؐ
 بیمار کند نہ گسِ شہلاے محمدؐ
 یک سجدہ بہ ہر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

خیزد بیاہِ باغِ میں خیمہٗ موسمِ بہار
 میں من چشمتِ مست را رحمِ لبانِ تشنہ را
 دستِ طلبِ دراز را خندہٗ تلخِ گہِ مدہ
 خیز بہ دینِ کنم کہ من واقفِ رازِ تو شدم
 گیسوے عنبرینِ گشامشکِ بوہا افتاد
 ساقیِ بجانِ تو بمن ساغرِ عیبِ یار آرد
 تو من بنیوائے را دولتِ التفات آرد
 نیستیم شعارِ من ہستی تو مرا نغیار
 فارغِ دو جہاں شدہ قبضہٗ دو جہاں را
 دوستِ آشارِ دے نگار پیش نہ

تو بہارِ جادو اتی تو تویدِ شادمانی
 تو حیاتِ عالمینی تو صدائے کن فکانی
 توئی نازنینِ تنہا توئی منظرِ تہا
 تو مکانِ لامکانی توئی عرشِ آشیانی
 ہمہ نامہائے خوبی بہ تو سازگار آید
 کہ بہ طرزِ عشوہ سازی توئی جسم و قلب و جانی
 تو بہ قامتِ قیامت بہ روشِ تو حشرِ سماں
 بہ نگاہِ فتنہ زائی و بہ خندہ گلشنِ فانی
 تو جہانِ حسن و نازش توئی کانِ جود و بخشش
 توئی ماویٰ ہم تو ملجا توئی اینی ہم تو آنی
 توئی حاصلِ بہارِ ال توئی جوئے خوش خراماں
 توئی مایہٴ تمنا تو مستعارِ زندگانی
 تو نسیمِ جانفزائی تو صباۓ دل فروزی
 تو نشاطِ کامرانی تو شہابِ ارغوانی
 بہ غلامیٰ تو نازم بہ نیازِ عاجزانہ
 بہ در تو حاضرِ آئم بہ امیدِ کامرانی
 بہ فروشِ جانِ محوی بہ نگاہِ بازے
 کہ تو جانِ جملہ جانان تو نشانِ بے ثانی

ثلاثی

○ جس طرح رباعی میں چار مصرعے ہوتے ہیں جس میں پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ پابندِ قافیہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح صرف تین ہی مصرعوں پر موقوف ایک اصلاح تجویز کی گئی ہے جسے حضرت مصنف نے ”ثلاثی“ کا نام دیا ہے۔ اور اس سے پہلا اور آخری تیسرا مصرعہ پابندِ قافیہ رکھا گیا ہے۔ ابتداءً اس کے چند نمونے پاکستان کے مشہور ماہنامہ ”ادبی دنیا“ لاہور میں ۱۹۹۹ء اور ۱۹۵۰ء میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ ذیل میں اس کے چند نمونے پیش ہیں۔ (ادارہ)

آزادہ روی

رودادِ طوق

بے منت غیب جیسا سیکھو
آدابِ شراب نوشی میں بہت
بے جام و سُبُو بھی پینا سیکھو

ٹھونکے دیتی ہے میکر دل کو یہ بات
انتظارِ تمام تھا دن بھر
آہ اب کیسے بیت جائے رات

سیرِ افس

سرخ سویرا

تو غیر کی تصویر کو کیا دیکھتا ہے
کچھ اپنے سراپا کو ذرا غور سے دیکھ
اغیار کی تغیر کو کیا دیکھتا ہے

مختار کو مجبور بنانے والو
اُگ اُٹھی ہے مشرق سے اُدھر بھی دیکھو
آقاؤں کو مزدور بنانے والو

ترجمہ سورہ کوثر

ترنگ

○

○

<p>ہم نے تجھے بخشدی ہے کثرت پس پڑھ لے نماز، قربانی کر دشمن ترا لا ولد ہے (اُسپر لعنت) یہ سرخ و سفید و سبز رنگی سنگم</p>	<p>لہرایا ہوا دلوں میں سہ رنگی پرچم قوموں کے لئے رشتہء اُلفت گویا یہ سرخ و سفید و سبز رنگی سنگم</p>
---	---

دل شکنی

تاج محل

<p>دھارا کہ جو ہر تیز کہیں مڑتا ہے دل توڑ کے پھر ہنسنا کیسا لوٹا ہوا شیشہ بھی کہیں جڑتا ہے</p>	<p>ہم تو ہر حال میں افلاس کے مار کھی سہی حق محبت کا کسی طرح ادا ہو تو گیا اک شہنشاہ کی دولت کے سہاگے ہی سہی</p>
--	---

سہ ساحر لدھیانوی کی مشہور نظم ”تاج محل“ کے ایک شعر کے جواب میں سہ
اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر یہ ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

دورِ باعیاں

○

(۱) دو شے میں جب اتحادِ کامل ہو جائے

تو حیدرِ وجودِ دین سے حاصل ہو جائے

دب دب کے ابھرنے نہیں پائے طوفاں

اُٹھے بھی اگر موج تو ساحل ہو جائے

○

(۲) ثوابِ ذکر: اللہ کی رگ رگ سے صدا جاری ہے

اک عالمِ کیف ہے کہ بس طاری ہے

دل مائلِ ذکرِ حق ہوا ہے جب سے

خود روح پہ چھائی ہوئی سرشاری ہے

○

تفادِ فکر

دل گیا رونقِ حیات گئی

غم گیا ساری کائنات گئی

جگر مراد آبادی

○

دل گیا ساری کائنات گئی

غم گیا رونقِ حیات گئی

(صحوی شاہ)

قصیدہ عربیہ

انت لنور، انت لنور، انت لنور،
 اسم جلیل وصف جلیل
 سید حامد، محمود، قاسم
 هاد، مهد نور، داع
 عاقب، حافظ، طالسین
 صادق، شهید، واعظ، امین
 امر شکور، نایا، قریب
 احمد، محمد، مدح، غریب
 فیض، عیم، جور، فہیق
 حق، ید اللہ، فوق ید الہ
 انت بشیر، انت نذیر
 ركب براقا اسری سبیل
 ارحم حبیبی، انظر طیبی
 عبد، فقیر، محتوی، حقیر
 لیکن ظہور، لیکن ظہور
 لمع خلیق، وجہ، شکیل
 مختار، ناصر، منصور، قائم
 فاتح، خاتم، حاشر، ماح
 طاهر، مطہر، ختم، طہس
 عالم، خطیب، حق، مبین
 ہاشمی، مکی، امی، حبیب
 للإتسراح، صدر، عجیب
 موج، سلیم، بحر، عیق
 ابوی، فداک، روحی، فداک
 انت سراج، انت منیر
 والنجم، وقت، داحی، خلیل
 انت دواء، قلبی، وروحی
 لیس سواک، عندی، نصیر

انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ اشاعت

کلماتِ کمالیہ (بارِ اول)

مصنفہ حضرت شاہ کمال الدین بادشاہ بخاری (ثانی المدون شاہ کمال)
مترجمہ : مکر العرفان حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

ردِّ منافقت

بنام شریعتِ جہالت، آفریدہ ذہنیت کی اصلاح اور آنحضرتؐ سے
متعلق دیگر مضامین۔ مصنفہ حضرت مولانا پیر صحوی شاہ صاحب
بار دوم زیر اشاعت

مواعظِ غوثی

کنز العرفان حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب کی بعض عنوانات کے تحت
کئے گئے تقاریر کے اقتباسات جو "رسالہ النور" میں محفوظ ہیں۔
مرتبہ مولانا غوثی شاہ

فضائلِ کلمۃ طیبہ

اخذ و ترتیب الحاج مولانا غوثی شاہ قادری و چشتی و جامع الاساس
کشف الآیات و رائز شریعت و فتوحاتِ مکیہ و کشف الامداد
انا الحق مصنفہ مرتبہ مولانا غوثی شاہ

ناشر ادب النور۔ بیت النور پچھل گورہ حیدر آباد ۸۴



”نذر مدینہ“ کا ایک ورق

مصنف حضرت صفحہ شامی شاہ⁷¹

رخسار محمدؑ کی ضیاء چاروں طرف ہے
 آفاکس محمدؑ کی ہوا چاروں طرف ہے
 ہر قلب ہے سرشار مے حبیبی سے
 زلفان محمدؑ کی گھٹا چاروں طرف ہے
 ہیں اصل میں یہ حسن محمدؑ کی ادائیں
 شب ہو کہ سحر صبح و مساء چاروں طرف ہے
 ظلمت بھی ہر اک شے کی آجاگر ہے اس سے
 تنویر محمدؑ کی ضیاء چاروں طرف ہے
 رحمانِ دو عالم نے ظہور اپنا کیا ہے
 ہاں! جلوۂ احمد ہی چھپا چاروں طرف ہے
 پلٹتا ہے زمانہ اسی سایہ میں ازل سے
 پھیلی ہوئی رحمت کی ردا چاروں طرف ہے
 ہم دل سے فدا جان سے قرباں ہیں جس کے
 وہ صورتِ ہر شے سے کھلا چاروں طرف ہے
 کب بند ہوا عقدہ پہنسان محمدؑ
 دروازہ حقیقت کا تو دریا چاروں طرف ہے
 جس سمت جد ہر دیکھو تو ہی جلوہ نکلتا ہے
 صفحہ بھی ترے در پہ فدا چاروں طرف ہے

عنقریب شائع ہونے والی گلکدہ خیال کا ایک ورق
مصنفہ مولانا غوثی شاہ



کوئی پوچھے تو سہی مجھ سے کہ کیا کیا ہیں ہوں
ذرہ ہوں، قطر ہوں یا قطرہ ہوں دریا میں ہوں
ایک تیا ہی ہوں کہ مجھ سے ہے دو عالم قائم
کیا بتاؤں کہ میں کس طرح ہوں کیا میں ہوں
کوئی مذاح میرا ہے کوئی دشنام طرازی
کہیں شہور زمانہ کبھی رسوا میں ہوں
تینکیوں کے مری چرچے بھی ہیں محفل میں کہیں
اور اجاب کے نزدیک تماشا میں ہوں
نہ ہی سمجھا ہے نہ سمجھے گا ملک میرا مقام
آپ خود اپنی حقیقت کا مجھ میں ہوں
عالم کون و مکاں میں کبھی جلوے کی جھلک
مثیل سرا تو نہیں کوئی کہ بیکتا میں ہوں
کب سایا کوئی وسعت کو میری اے ساجد
ایک میں ہی ہوں کہ اپنے میں سماتا میں ہوں

سہ سہی تعارف

امام المحققین سکر العرفان مولانا صحوی شاہ صاحبؒ

تعارف

تمام گرامی - احمد ابن عربی المعروف مولانا صحوی شاہؒ

ولادت ۶/ رجب ۱۲۵۵ھ بم ۲۳/ فروری ۱۹۲۳ء روز جمعہ

جس طرح حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربیؒ کی پہلی یا طہنی نے حضرت غوثی شاہ

صاحبؒ کی حالتِ علم توحید میں ایک انقلاب پیدا کیا۔ اسی طرح حضرت شیخ اکبرؒ نے حضرت غوثی شاہؒ کے خواب میں ایک فرزند نیک کی آمد کی بشار دی۔ اور کہا کہ میرے نام پر ان کا نام رکھو چنانچہ حضرت غوثی شاہؒ نے حضرت شیخؒ کے حکم کے مطابق آپ کا نام "احمد بن عربی" رکھا۔ چنانچہ اسی نام کی تاثیر نے آپ کو آگے چل کر مولانا صحوی شاہ کے لقب سے عالم اسلام میں روشناس کرایا۔

آپ کی ذات میں علم و فہم، توکل و استغنا اور حق گوئی پر بے باکی کے اوصاف خاص طور پر فطرتاً و دینیت سے ملے گئے تھے۔ علم قرآن و حدیث پر کافی عبور تھا۔ اور طبیعت میں عام رسمی تصنع نہ تھا۔ عام صوفیوں کی سی خشکی اور نہ ہی خود ساختہ ہمہ دانی۔ بلکہ تَحِلُّوْا بِاِخْلَاقِ اللّٰہِ کا نمونہ

آپ کی ذات تھی۔ اپنے والد و مرشد کی طرح آپ نے بھی خالصتہً
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اتباع میں تعلیم و تلقین میں ہمہ دم مصروف رہے
خطابت و عطا گوئی میں مقبول و خاص تھے۔ کئی بار مختلف عنوانات کے
تحت آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن پر آپ کی تقاریر نشر ہو چکی ہیں۔ آپ اَلَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
کی شان سے تمنا کرتے تھے۔

چنانچہ اتمامِ حجت کیلئے بڑی بڑی طاقتوں کو اپنے بیانات اور خطوط کے
ذریعہ ان کی لغزشوں و اذیتوں و انتہا زدگی عشقِ خداوندی میں بسر ہوئی
تقریر اور تحریر دونوں میدانوں میں مقابل و مصاف کا خزانہ بنائے
تھے۔ سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کو اقتدار پر دوبارہ واپس آنے کی پیشین
گوئی فرمادی تھی۔ آپ کی حضرت چلی والے شاہ علیہ الرحمہ نے "بسم اللہ"
بڑھائی تھی۔ بھلا جس کی نگاہوں میں مولانا جواہر لال نہرو کی طرف سے آغاز
بسم اللہ یقیناً حضرت صحو شاہ علیہ الرحمہ کے نطیجہ صداقت کی سند پڑھ لیں
آپ کے حقیقی پیچھے حضرت عشقِ صاحب کے مشہور سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ
علیہ وسلم یا شفیع الوری سلام علیک کی طرح حضرت مدوح کا سلام
بشیراً نذیراً سلام علیکم سر اجا میرا سلام علیکم بہت مقبول ہے۔
وفات: شبِ پہلا رشتہ ۱۸/ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ / ۱۵/ مئی ۱۹۷۹ء
بمقام بیت النور۔ چچیل گورہ حیدر آباد اے پی
(۱) سے آگاہ کرنا اپنا احقاق حق ادا کر دیا چ کو یہ ہے کہ آپ کی۔

تصنیفات :

حضرت مولانا صفحہ شاہؒ کی تشریح نگاری اور ان کے نمیتہ کلام سے نہ صرف اہل سلسلہ بلکہ مسلمانان ہند و پاک نے بھی کافی رہنمائی حاصل کی ہے تشریحی ترجمہ قرآن الم ترا تا والناس، منظوم ترجمہ الم ترا تا والناس، تقدیس شعر، کتاب مبین، تفسیر قرآن، سیر عیدیت، اصول دین، یدِ عنایتِ حسنہ، کافی شہرت پانچکے ہیں۔ اس سلسلے کی آخری اشاعت دردمنا فقط جو وقت اور حالات کے مطابق ہے شائع فرما کر ان مسلمانوں کے منافقانہ دگستاخانہ عقائد و نظریات کی نفی فرمادی جو اسلام اور رسول اسلام سے متعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی پارہ دار تفسیر کتاب مبین کے متعلق بے شمار علمائے عظام نے تعریفی خطوط روانہ کئے جن میں دو کے اقتباسات ہم پیش کرتے ہیں۔

محدث دکن حضرت ابوالحسنات ید عبد اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا - ”یہ ایک نئے طرز کی کوشش ہے۔ جو اہل ذوق اور صاحب علم حضرات کے کام کی ثابت ہوگی۔

اس المفسرین حضرت محمد اسماعیل صاحب نے کہا - ”مولانا صفحہ شاہؒ کا یہ علمی کارنامہ نہایت قابلِ تدر ہے قرآن کریم کی خدمت جس نئے لغاز میں مولانا نے آغاز فرمائی ہے یہ ایک الہامی باکرامت خدمت ہے“ اب آپ کی مسندِ رشد و ہدایت پر الحاج مولانا غوثی شاہ نادر ہیں اور ہندو بیرون ہند میں کافی مقبول ہیں ٹیلی ویشن پر کئی مرتبہ آپ کی تقاریر پیش کی جا چکی ہیں۔

مولانا غوثی شاہ کی حسب ذیل کتابیں طالبانِ حق کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

✽ رسولِ جہاں ✽ میزانِ الطریقیت ✽ اسرارِ الوجود ✽ عظمتِ مدرسہ

✽ دیارین ✽ کتابِ سلوک ✽ فضائلِ کلمہ طیبہ ✽ فیوضاتِ کمال

✽ تعلیماتِ صحویہ ✽ تذکرہٴ نعمان ✽ سرسری تعارف حضرت شیخ اکبرؒ

خلفاءِ یوں تو حضرت پیرِ صحوی شاہؒ کے اور بھی کئی طائفہ ہیں مگر یہاں چند بزرگوں کے نام یہیں

مولانا علی کثری شاہؒ (پاکستان) مولانا محمد یونس شاہ ✽ مولانا

لیسن شاہؒ (مدینہ منورہ) مولانا قاری سلیمان صاحبؒ ✽ مولانا

فیضی شاہؒ (سنگار پٹی) ✽ مولانا صفوی شاہؒ (بھونگر) ✽ مولانا

شاہ عبدالستار ✽ مولانا شیخ محی الدینؒ (مچھلی ٹنیم) مولانا شیخ داؤد شاہ

✽ مولانا جلالی شاہ ✽ مولانا خواجہ حسن الدین ✽ مولانا بی۔ حلیعی پیراں (نیگلور)

✽ مولانا شاہ محمد غوث ✽ مولانا شاہ محمد اعظم ✽ مولانا سروری شاہ

✽ مولانا شاہ علی شاہ بمبئی ✽ مولانا شاہ غوث محی الدین

✽ مولانا حکیم میر محمد علی شاہ ✽ مولانا غوث خاں صاحب (ظہیر آباد)

فیوضِ آپ کے ہر سوعیاں ہیں صحوی شاہؒ

غلامِ آپ کے پیر و جواں ہیں صحوی شاہؒ

گلکدہ خیال کا ایک اور ورق

مصنف مولانا غوثی شاہ ساجد

یہ کون میرے ثنا و حیاں و دل پہ چھایا ہے
 یہ کس کے جلوہ رنگین نے ہوش اڑایا ہے
 بہار و کیف کی دنیا نثار سب اس پر
 برائے سیر و گلشن میں سج کے آیا ہے
 سراپا شعر، مجسم شراب، حسن تمام
 کچھ اس ادا سے وہ میرے مقابل آیا ہے
 بتاؤں کیا کہ جو گزرے ہے اس پنا مجھ پر
 نہ شب سکون سے گزری نہ چلن آیا ہے
 طلوع ہر بھی ہے ماند آگے اس رخ کے
 شکست کھا کے اندھیروں نے سر چھپایا ہے
 مجھے جمال کہاں بود کی تھی اے ساجد
 بس ایک بستی ہی کا نقش ابھر کے آیا ہے

مُلکدہ خیال

مصنفہ مولانا غوثی شاہ المخلص بہ ساجد

دُعَا

(بچوں کے لئے)

میرے اللہ مجھے راہ بتا دے ایسی
 ہو امیر کام تیری دل سے عبادت کرتا
 اپنے ہمایہ جو ہیں اُن سے محبت کرنا
 ہم وطن جو ہیں میرے اُن سے مجھے ہوا الفت
 کوئی محروم نہیں ہے تیری رحمت سے کبھی
 جتنے ہیں وصف تیرے اتنے باقی ہیں نام تیرے
 ایشور کوئی کہے کوئی تجھے گاڈ کہے
 رب پکارے ہے کوئی اور خدا کوئی تجھے
 کوئی بھولا ہے نہ بھولے گا زمانے میں تجھے
 جس پہ چلنے سے عطا ہو گیا رفا ہو تیری
 تیرے محبوب جو ہیں ان کی اطاعت کرنا
 نیک انسان جو ہیں انکی بھی خدمت کرنا
 میرے اللہ مجھے ایسی ہی عطا کر خصلت
 تیرے بندے تیرے محتاج ہیں سبھی
 اور اتنی ناموں سے وابستہ ہیں سب کام تیرے
 کوئی یزداں کوئی بھگوان تیرا نام چپے
 کوئی حق حق تجھے بولے تو کوئی آدم کہے
 سب ہی انسان ہیں ممد و منان تیرے

بارگاہ میں تیری ہر سجدہ میرا ندانہ
 میرے مولا کبھی ساجد پہ کرم فرمانہ

السلام اے سرورِ کلِ انبیاء
 السلام اے جانِ جملہ اولیاء
 السلام اے ذاتِ پاکِ مصطفیٰ
 السلام اے منبعِ بخیر و سخی
 السلام اے منشاءِ حقِ برِ ملا
 السلام اے یادِ روزِ جزا
 السلام اے نقطہٴ آغازِ ما
 السلام اے مسکن و ملجأِ ما
 السلام اے جانِ جملہ جانہا
 السلام اے دائیِ شاہِ دگلا
 السلام اے ساکنِ چشمِ خدا
 السلام اے دیدِ جانِ خیرِ امیل
 السلام اے صادقِ اَوْفِ دین
 السلام اے مطرِ آیاتِ حق
 السلام اے باعثِ تخلیقِ کل
 السلام اے ساقیِ گوشتِ یہِ جام
 السلام اے حاجیِ کفر و فسال
 السلام اے شاہِ عالمِ زمان
 السلام اے رحمتِ للعالمین
 از جنینِ سرسارِ ادبگیر

السلام اے تاجدارِ اکِ صفیا
 السلام اے قلبِ دروچِ اَلقیبا
 السلام اے توطاِ سین و میمِ محتبیا
 السلام اے مصدرِ یدِ مال و عطا
 السلام اے صاحبِ اسرارِ ہا
 السلام اے شافعِ محشرِ بیبا
 السلام اے دینِ مایمانِ مآ
 السلام اے مامنِ دما و اے ما
 السلام اے توشہٴ از لامکاںِ مسلّ علی
 السلام اے نوایاںِ رازِ تو اُمیدِ ہا
 السلام اے استانتِ برتر از عرشِ علی
 السلام اے شدِ منتخرازِ نقشِ یا
 السلام اے صاحبِ قول و وفا
 السلام اے مرکزِ نور و ضیا
 السلام اے وجہِ نبیاء و ہمت
 السلام اے قائمِ انصافِ ہما
 السلام اے حامیِ دینِ ہما
 السلام اے خواجہٴ ہر دو سرا
 السلام اے مظهرِ ذاتِ خدا
 بحمدِ صحوٰ بحقِ کبیریا